خال المومنین ایک صحابی اور کاتبِ وحی...

...صحابیت

ہم اس موضوع پر مفصل بحث کر سکتے ہیں کہ صحابی کی اصطلاحی تعریف کیا ہے اور کون اسکا متحمل قرار پاتا ہے.پھر صحابہ میں فضیلت کے لحاظ سے درجات کون کون سے ہیں اور امیرِ شام کس درجہ پر فائز ہیں.لیکن ہم اس بات کو مان کر ہی چلتے ہیں کہ امیرِ معاویہ ایک صحابی ہیں.جس سے معترض استدلال کرنا چاھتا ہے کہ صحابی جان بوجھ کر دین کی مخالفت نہیں کرتا جو کچھ خطا کرے وہ اجتہادی خطا قرار پاتی ہے.اور اصحاب سے تو اللہ نے جنت و رضا کا وعدہ کیا ہوا ہے لہذا انکی خطائیں بھی معاف ہیں...تو ہم معترض سے کہتے ہیں کہ آپکے مفروضے کو ہم قرآن و حدیث پر پرکھ لیتے ہیں..

سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ نے جنگِ احد میں شریک اصحاب کی ایک حالت کو بیان فرمایا.تم جو چاھتے تھے ((غنیمت)) اللہ نے تمھیں دکھا دیا.بعض تو تم میں دنیا کے طلبگار ہیں..بعض لوگ تو ایامِ کفر کے گمان کرتے تھے.اور یہ سب اسلیئے ہوا کہ انکے بعض افعال کے سبب شیطان نے انکو پھسلایا.....معترض کا نظریہ تو قرآن کیمطابق قرار نہیں پایا تو معترض نے جلد بازی میں کہا کہ منافقوں کی آیات صحابہ پر لگاتے ہو.یہ اصحاب کی بات نہیں وہ تو کامل الایمان تھے ان سے ایسی خطا کیسے ہوئی کہ قرآن میں سرزنش اتری.تو ہم معترض کو صحیح بخاری کیطرف متوجہ کرتے ہیں.جہاں لکھا ہے کہ سب لوگ بھاگ گئے صرف بارہ باقی بچ گئے.تو کیا معترض کے نزدیک جنگِ احد میں صرف بارہ مومنین تھے.اور پھر صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عثمان جو صاحبِ ایمان و مہاجر و دامادِ پیغمبر(ص) کے لقب سے ملقب ہیں.وہ بھی بھاگ گئے تھے. تو قرآن میں یہاں منافقین کا نہیں بلکہ مومنین کا زکر ہے. جنھیں اصحاب کہا جاتا ہے..

هَٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ

یہ قرآن لوگوں کے لئے صاف پیغام اور اہل تقویٰ کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے

قرآن کریم

اردو ترجمہ: مولانا فتح محمد جالندھری

http://www.noorehidayat.org

quran@noorehidayat.org

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ
بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى
الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰٮكُمْ مَّا
تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ
مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ
لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ
ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾
اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ
يَدْعُوْكُمْ فِىْۤ اُخْرٰٮكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ
لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَاۤ
اَصَابَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾
ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا
يَّغْشٰى طَآٮِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآٮِٕفَةٌ قَدْ
اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ

۱۵۲۔ اور اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دیا یعنی اس وقت جب کہ تم کافروں کو اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جو تم چاہتے تھے اللہ نے تم کو دکھا دیا۔ اس کے بعد تم نے ہمت ہار دی اور پیغمبر کے حکم کی تعمیل میں جھگڑا کرنے لگے اور تم نے اس کی نافرمانی کی۔ بعض تو تم میں سے دنیا کے طلبگار تھے اور بعض آخرت کے طالب۔ اس وقت اللہ نے تم کو ان کے سامنے سے ہٹا دیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے اور اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا۔ اور اللہ مومنوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔

۱۵۳۔ وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے جب تم لوگ دور بھاگے جاتے تھے اور کسی کو پیچھے پھر کر نہیں دیکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ تم کو تمہارے پیچھے کھڑے بلا رہے تھے تو اللہ نے تم کو غم پر غم پہنچایا تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی یا جو مصیبت تم پر واقع ہوئی ہے اس سے تم غمگین نہ ہو اور اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔

۱۵۴۔ پھر اللہ نے اس پریشانی کے بعد تم پر تسلی نازل فرمائی۔ (یعنی) نیند کہ تم میں سے ایک جماعت پر طاری ہو گئی اور کچھ لوگ جن کو جان کے لالے پڑ رہے تھے اللہ کے بارے میں ناحق ایام کفر کے سے گمان

ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ
مِنْ شَىْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ
فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ
لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَىْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ
قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِىْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ
كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ
وَلِيَبْتَلِىَ اللّٰهُ مَا فِىْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا
فِىْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى
الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ
مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ ع

کرتے تھے۔ اور کہتے تھے بھلا ہمارے اختیار کی کچھ بات ہے؟ تم کہہ دو کہ بیشک سب باتیں اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ یہ لوگ بہت سی باتیں دلوں میں مخفی رکھتے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم یہاں قتل ہی نہ کئے جاتے۔ کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی تقدیر میں مارا جانا لکھا تھا وہ اپنی اپنی قتل گاہوں کی طرف ضرور نکل آتے۔ اس سے غرض یہ تھی کہ اللہ تمہارے سینوں کی باتوں کو آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کو صاف کر دے۔ اور اللہ دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے۔

۱۵۵۔ جو لوگ تم میں سے احد کے دن جبکہ مومنوں اور کافروں کی دو جماعتیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں جنگ سے بھاگ گئے تو ان کے بعض افعال کے سبب شیطان نے ان کو پھسلا دیا تھا۔ مگر اللہ نے ان کا قصور معاف کر دیا۔ بیشک اللہ بخشنے والا ہے بردبار ہے۔

۱۰- باب قَوْلِهِ ﴿وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ﴾ وَهُوَ تَأْنِيثُ آخِرِكُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ فَتْحًا أَوْ شَهَادَةً.

٤٥٦١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللهِ بْنَ جُبَيْرٍ، وَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ فَذَاكَ ﴿إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُولُ فِي أُخْرَاهُمْ﴾ وَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلاً.

[راجع: ۳۰۳۹]

باب آیت ﴿والرسول یدعوکم فی اخرٰکم﴾ کی تفسیر

یعنی "اور رسول تم کو پکار رہے تھے تمہارے پیچھے سے" اخراکم آخرکم کی تانیث ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دو سعادتوں میں سے ایک سعادت فتح اور دوسری شہادت ہے۔

(۴۵۶۱) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا' ان سے ابواسحاق نے بیان کیا' کہا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تیراندازوں کے) پیدل دستے پر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو افسر مقرر کیا تھا' پھر بہت سے مسلمانوں نے پیٹھ پھیرلی' آیت "اور رسول تم کو پکار رہے تھے تمہارے پیچھے سے" میں اسی کی طرف اشارہ ہے' اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ صحابیوں کے سوا اور کوئی موجود نہ تھا۔

تشریح: یہ جنگ احد کا واقعہ ہے۔ ان تیراندازوں کی نافرمانی کی پاداش میں سارے مسلمانوں کو نقصان عظیم اٹھانا پڑا کہ ستر صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ ان تیراندازوں نے نص کے مقابلہ پر رائے قیاس سے کام لیا تھا' اس لیے قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے رائے قیاس پر چلنا اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غداری کرنا ہے۔

أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ لاَ نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ)).
تَابَعَهُ عَبْدُ اللهِ الصَّالِحِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ.
[راجع: ٣١٣٠، ٣٦٥٥]

٣٦٩٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ قَالَ: ((جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ وَحَجَّ الْبَيْتَ، فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ: مَنْ هَؤُلاَءِ الْقَوْمُ؟ قَالَ: هَؤُلاَءِ قُرَيْشٌ. قَالَ: فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ؟ قَالُوا: عَبْدُ اللهِ بْنِ عُمَرَ. قَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي عَنْهُ: هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ: تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: اللهُ أَكْبَرُ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ. أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَلَهُ. وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ)). وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ

نہیں کرتے تھے اور کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔ اس حدیث کو عبداللہ بن صالح نے بھی عبدالعزیز سے روایت کیا ہے۔ اس کو اسماعیلی نے وصل کیا ہے۔

(۳۶۹۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعوانہ نے' کہا ہم سے عثمان بن موہب نے بیان کیا کہ مصر والوں میں سے ایک نام نامعلوم آدمی آیا اور حج بیت اللہ کیا' پھر کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے کہا کہ یہ قریشی ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ان میں بزرگ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ عبداللہ بن عمر ہیں۔ اس نے پوچھا' اے ابن عمر! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ مجھے بتائیں گے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے احد کی لڑائی سے راہ فرار اختیار کی تھی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے پوچھا' کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ جواب دیا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان میں بھی شریک نہیں تھے۔ جواب دیا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ یہ سن کر اس کی زبان سے نکلا اللہ اکبر تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قریب آ جاؤ' اب میں تمہیں ان واقعات کی تفصیل سمجھاؤں گا۔ احد کی لڑائی سے فرار کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں اور اس وقت وہ بیمار تھیں اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہیں (مریضہ کے پاس ٹھہرنے کا) اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا اس شخص کو جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو گا اور اسی کے مطابق مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا اور بیعت رضوان میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس موقع پر وادی مکہ میں کوئی بھی شخص (مسلمانوں میں سے) عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت والا اور بااثر ہوتا تو حضور اکرم ﷺ اسی کو ان کی جگہ وہاں بھیجتے۔ یہی وجہ ہوئی تھی کہ

معترض کہتا ہے کہ جنگِ احد میں یہ غلطی اصحاب سے ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے سب کو معاف کر دیا تو جواباً ہم کہتے ہیں کہ ہمارا یہ اصرار ہے ہی نہیں کہ اللہ نے معاف نہیں کیا.لیکن ہماری دلیل سے آپکے خود ساختہ نظریہ کا بطلان ہو گیا کہ صحابی قابلِ گرفت خطا کر ہی نہیں سکتا شیطان کا صحابی پر ذور چلتا ہی نہیں ہے..معترض کہتا ہے کہ لیکن اب اس خطا کے بعد اللہ تعالیٰ بیعتِ رضوان والوں سے راضی ہو گیا تو جب اللہ راضی ہو گیا پھر کیسے ممکن ہے کہ شیطان کے پھسلانے سے یہ با ایمان اصحاب دینی احکامات کی مخالفت کریں.تو ہم جواباً کہتے ہیں کہ آیئے ہم بیعتِ رضوان کے واقعہ کو پڑھ لیتے ہیں..

سورہ فتح آیت 18.اے پیغمبر(ص) جب مومن آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے.تو اللہ ان سے خوش ہوا.اور جو صدق و خلوص ان کے دلوں میں تھا.وہ اسنے معلوم کر لیا.تو ان پر تسکین نازل فرمائی.اور انہیں جلد فتح عطا کی.....

سورہ فتح آیت 10..اے نبی(ص) جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں.وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں.اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے.پھر جو شخص عہد کو توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے.اور جو اس بات کو جس کا اسنے اللہ سے عہد کیا تھا.پورا کرے تو وہ عنقریب اجرِ عظیم دیگا....

سورہ بنی اسرائیل آیت 34..عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں ضرور پوچھ ہو گی...

تو اللہ عہد سے راضی ہوا وہ عہد کس بات پر تھا.صحیح مسلم کی حدیث کیمطابق وہ عہد جنگ میں پیٹھ نہ دکھانے کا تھا.اور یہ ایسی خطرناک بات ہے کہ اللہ فرماتا ہے..

سورہ انفال آیت 16..اور جو شخص جنگ کے روز اس صورت کے سوا کہ لڑائی کیلیئے کنارے کنارے چلے.یعنی حکمتِ عملی سے دشمن کو مارنے یا اپنی فوج میں ملنا چاھے.ان

سے پیٹھ پھیرے گا.تو سمجھ لو وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گیا.اور اسکا ٹھکانہ دوزخ ہے.اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے.

.اب جنگِ احد میں شیطان کے پھسلانے پر اصحاب نے فرار کیا اور اللہ نے سرزنش فرمائی پھر بیعتِ رضوان میں اسی بات پر اللہ سے عہد کیا گیا کہ اب پیٹھ نہیں پھیریں گے اور پیٹھ پھیرنے والے کیلیئے جہنم کی وعید بھی سنائی گئی. لیکن پھر بھی جب جنگِ حنین ہوئی..

سورہ توبہ آیت 25..((حنین والے دن)) تم پیٹھ پھیر کر مڑ گئے...

تو اصحابِ بیعتِ رضوان میدان سے فرار ہو گئے.اور انکو انکا عہد یاد دلانے کیلیئے یا اصحاب السمرہ کہہ کر پکارنا پڑا یہ بیعتِ رضوان کیطرف اشارہ ہے اور رسول اللہ(ص) کو اپنے ہی اصحاب سے فرمانا پڑا کہ میں اللہ کا نبی(ص) ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے. یہ واقعہ 8 ھجری کا ہے.اور فوج کی تعداد بارہ ہزار ہے. معترض کہتا ہے کہ اصحابِ بیعتِ رضوان فرار نہیں ہوئے. یہ تو منافقین کے بارے میں آیات ہیں.تو ہم حاشیہ صحیح بخاری ابوداؤدراز سے روایات دکھا دیتے ہیں کہ نہ بھاگنے والوں کی تعداد 100 سے کم تھی..تو کیا معترض کے نزدیک بارہ ہزار میں سے صرف سو سے کم افراد مومن تھے باقی سب منافق تھے.اور صحیح مسلم سے دکھا دیتے ہیں کہ بیعتِ رضوان والے ہی بھاگے تھے تبھی تو انھیں وہ بیعت یاد کرا کر واپس پلٹایا گیا.سمرہ لفظ روایات میں قابلِ توجہ ہے. .تو اب معترض بتائے کہ بیعت کر کے اسکو فراموش کرنا کیا یہ شیطانی پھسلانے سے وجود میں نہیں آیا.تو معلوم ہوا کہ قابلِ گرفت غلطیوں سے اصحاب منزہ و مبرہ نہیں ہیں.ورنہ انکو قرآن کی آیات میں تنبیہ نہ کیجاتی. جو قیامِ قیامت تک کیلیئے کتابِ ہدایت ہے.

صحیح مسلم سمرہ کے درخت کے نیچے نہ بھاگنے پر بیعت ہوئی.

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

بَابُ اسْتِحْبَابِ مُبَايَعَةِ الْإِمَامِ الْجَيْشَ عِنْدَ إِرَادَةِ الْقِتَالِ

باب : لڑائی کے وقت مجاہدین سے بیعت لینا مستحب ہے

٤٨٠٧– عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ فَبَايَعْنَاهُ وَعُمَرُ آخِذٌ بِيَدِهِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَهِيَ سَمُرَةٌ وَقَالَ بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نَفِرَّ وَلَمْ نُبَايِعْهُ عَلَى الْمَوْتِ.

۴۸۰۷- جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم حدیبیہ کے دن ایک ہزار چار سو آدمی تھے تو ہم نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے اور حضرت عمرؓ آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے شجرہ رضوان کے تلے تھے اور وہ سمرہ کا درخت تھا (سمرہ ایک جنگلی درخت ہے جو ریگستان میں ہوتا ہے) اور ہم نے بیعت کی آپ سے اس شرط پر کہ نہ بھاگیں گے اور یہ بیعت نہیں کی کہ مر جاویں گے۔

٤٨٠٨– عَنْ أَبِي قَالَ لَمْ نُبَايِعْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمَوْتِ إِنَّمَا بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نَفِرَّ.

۴۸۰۸- جابرؓ سے روایت ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے مر جانے پر بیعت نہیں کی بلکہ نہ بھاگنے پر کی۔

٤٨٠٩– عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرًا يُسْأَلُ كَمْ كَانُوا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ كُنَّا أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً فَبَايَعْنَاهُ وَعُمَرُ آخِذٌ بِيَدِهِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَهِيَ سَمُرَةٌ فَبَايَعْنَاهُ غَيْرَ جَدِّ بْنِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيِّ اخْتَبَأَ تَحْتَ بَطْنِ بَعِيرِهِ.

۴۸۰۹- ابوالزبیر نے جابرؓ سے سنا ان سے پوچھا گیا کہ حدیبیہ کے دن کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا ہم چودہ سو آدمی تھے تو ہم نے آپ سے بیعت کی اور حضرت عمرؓ آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے سمرہ کے درخت کے تلے تھے۔ پھر ہم سب نے آپ سے بیعت کی مگر جد بن قیس انصاری نے بیعت نہیں کی وہ اپنے اونٹ کے پیٹ کے تلے چھپ رہا۔

صحیح بخاری مع حاشیہ نہ بھاگنے والوں کی تعداد 100 سے کم

(وحیدی)

٤٣١٧ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ فَقَالَ: لَكِنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَمْ يَفِرَّ، كَانَتْ هَوَازِنُ رُمَاةً وَإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ انْكَشَفُوا، فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ فَاسْتُقْبِلْنَا بِالسِّهَامِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ، وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ آخِذٌ بِزِمَامِهَا وَهُوَ يَقُولُ: أَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِبْ. قَالَ إِسْرَائِيلُ وَزُهَيْرٌ: نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَغْلَتِهِ.

[راجع: ٢٨٦٤]

(۴۳۱۷) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابواسحاق نے' انہوں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے قبیلہ قیس کے ایک آدمی نے پوچھا کہ کیا تم لوگ نبی کریم ﷺ کو غزوۂ حنین میں چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے؟ انہوں نے کہا لیکن حضور اکرم ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے۔ قبیلہ ہوازن کے لوگ تیر انداز تھے' جب ان پر ہم نے حملہ کیا تو وہ پسپا ہو گئے پھر ہم لوگ مال غنیمت میں لگ گئے۔ آخر ہمیں ان کے تیروں کا سامنا کرنا پڑا۔ میں نے خود دیکھا تھا کہ حضور اکرم ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ فرما رہے تھے' میں نبی ہوں' اس میں جھوٹ نہیں۔ اسرائیل اور زہیر نے بیان کیا کہ بعد میں حضور ﷺ اپنے خچر سے اتر گئے۔

تشریح: میدان جنگ میں آنحضرت ﷺ ثابت قدم رہے اور چار آدمی آپ کے ساتھ جمے رہے۔ تین بنوہاشم کے ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے تھے اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ آپ کے خچر کی باگ تھامے ہوئے تھے' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے دوسری طرف تھے۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ سو آدمی بھی آپ کے ساتھ نہ رہے اور امام احمد اور حاکم کی روایت میں ہے' ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ سب لوگ بھاگ نکلے صرف اسی (۸۰) آدمی مہاجرین اور انصار میں سے آپ کے ساتھ رہ گئے۔ مسلم کی روایت میں

ہے کہ کافروں نے آپ کو گھیر لیا آپ خچر سے اتر پڑے پھر خاک کی ایک مٹھی لی اور کافروں کے منہ پر ماری' کوئی کافر باقی نہ رہا جس کی آنکھ میں مٹی نہ گھسی ہو۔ آخر میں کافر ہار کر سب بھاگ گئے۔ آپ نے فرمایا شاھت الوجوہ یعنی ان کے منہ کالے ہوں۔ یہ بھی آنحضرت ﷺ کے بڑے معجزات میں سے ہے۔

الَّذِي صَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بَابُ فِي غَزْوَةِ حُنَيْنٍ

٤٦١٢- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَزِمْتُ أَنَا وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

باب: جنگ حنین کا بیان

۴۶۱۲۔ عباس بن عبدالمطلبؓ سے روایت ہے میں حنین (ایک وادی ہے درمیان مکہ اور طائف کے عرفات کے پرے) کے دن رسول اللہؐ کے ساتھ موجود تھا تو میں اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب (آپ کے چچازاد بھائی) دونوں آپ کے ساتھ لپٹے

(۴۶۰۹) ☆ نوویؒ نے کہا کسریٰ کہتے ہیں ہر ایک فارس کے بادشاہ کو اور قیصر روم کے بادشاہ کو اور نجاشی حبشہ کے بادشاہ کو اور خاقان ترک کے بادشاہ کو اور فرعون قبط کے بادشاہ کو اور عزیز مصر کے بادشاہ کو اور تبع حمیر کے بادشاہ کو اور فغفور چین کے بادشاہ کو اور زارا روس کے بادشاہ کو۔ انتہی مع زیادۃ۔

(۴۶۱۲) ☆ اس سے یہ نکلا کہ مشرکین کا تحفہ لینا درست ہے پر دوسری حدیث میں ہے کہ ہم نہیں لیتے مشرکوں کا تحفہ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے پھیر دیا مشرکوں کا ہدیہ اور صحیح یہ ہے کہ آپ کو ہدیہ لینا درست تھا اور کسی عامل کو درست نہیں بلکہ وہ چوری ہے اور اہل کتاب کا بھی ہدیہ آپ نے قبول فرمایا جیسے مقوقس اور ملوک شام کا۔ نووی نے کہا قاضی اور عامل اگرچہ حرام ہدیہ لیوے تو پھر وہ دیوے اور جو دینے والے کا پتہ نہ لگے تو بیت المال میں داخل کر دے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ یہ خچر آپ کو دیا ایلہ کے بادشاہ نے جس کا نام یحنہ بن ردیا تھا۔ سمرہ وہ درخت ہے جنگلی اور اصحاب سمرہ سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے شجرہ رضوان کے تلے آپ سے بیعت کی تھی کہ کافروں سے لڑ کر مر جائیں گے

وَسَلَّمَ فَلَمْ نُفَارِقْهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ بَيْضَاءَ أَهْدَاهَا لَهُ فَرْوَةُ بْنُ نُفَاثَةَ الْجُذَامِيُّ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُونَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُونَ مُدْبِرِينَ فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قِبَلَ الْكُفَّارِ قَالَ عَبَّاسٌ وَأَنَا آخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُفُّهَا إِرَادَةَ أَنْ لَا تُسْرِعَ وَأَبُو سُفْيَانَ آخِذٌ بِرِكَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَيْ عَبَّاسُ نَادِ أَصْحَابَ السَّمُرَةِ)) فَقَالَ عَبَّاسٌ وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي أَيْنَ أَصْحَابُ السَّمُرَةِ قَالَ فَوَاللَّهِ لَكَأَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِينَ سَمِعُوا صَوْتِي عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلَى أَوْلَادِهَا فَقَالُوا يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوا وَالْكُفَّارَ وَالدَّعْوَةُ فِي الْأَنْصَارِ يَقُولُونَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ قُصِرَتْ الدَّعْوَةُ عَلَى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَقَالُوا يَا بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ يَا بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا إِلَى قِتَالِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هَذَا حِينَ حَمِيَ الْوَطِيسُ)) قَالَ ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصَيَاتٍ فَرَمَى بِهِنَّ وُجُوهَ الْكُفَّارِ

رہے اور جدا نہیں ہوئے اور آپ ایک سفید خچر پر سوار تھے جو فروہ بن نفاثہ جذامی نے آپ کو تحفہ دیا تھا (جس کو شہباء اور دلدل بھی کہتے تھے) جب مسلمانوں اور کافروں کا سامنا ہوا تو مسلمان بھاگے پیٹھ موڑ کر اور رسول اللہؐ ایڑ دے رہے تھے اپنے خچر کو کافروں کی طرف جانے کے لیے (یہ آپ کی کمال شجاعت تھی کہ ایسے سخت وقت میں خچر پر سوار ہوئے ورنہ گھوڑے بھی موجود تھے)۔ حضرت عباسؓ نے کہا میں آپ کی خچر کی لگام پکڑے تھا اور اس کو روک رہا تھا تیز چلنے سے اور ابوسفیان آپ کی رکاب تھامے تھے آخر جناب رسول اللہؐ نے فرمایا اے عباسؓ اصحاب سمرہ کو پکارو اور عباسؓ کی آواز نہایت بلند تھی (وہ رات کو اپنے غلاموں کو آواز دیتے تو آٹھ میل تک جاتی) عباسؓ نے کہا میں نے بلند آواز سے پکارا کہاں ہیں اصحاب السمرہ؟ یہ سنتے ہی قسم خدا کی وہ ایسے لوٹے جیسے گائے اپنے بچوں کے پاس چلی آتی ہے اور کہنے لگے حاضر ہیں حاضر ہیں (اس سے معلوم ہوا کہ وہ دور نہیں بھاگے تھے اور نہ سب بھاگے تھے بلکہ بعض نو مسلم وغیرہ دفعتاً تیروں کی بارش سے لوٹے اور گڑبڑ ہو گئی) پھر اللہ نے مسلمانوں کے دل مضبوط کر دیئے پھر وہ لڑنے لگے کافروں سے اور انصار کو یوں بلایا اے انصار کے لوگو! انصار کے لوگو! پھر تمام ہوا بلانا بنی حارث بن خزرج پر (جو انصار کی ایک جماعت ہے) پکارا انہوں نے اے بنی حارث بن خزرج! اے بنی حارث بن خزرج! رسول اللہؐ اپنے خچر پر تھے گردن کو لمبا کئے ہوئے آپ نے دیکھا ان کی لڑائی کو اور فرمایا یہ وقت ہے تنور کے جوش کا (یعنی اس وقت میں لڑائی خوب گرماگرمی سے ہو رہی ہے) پھر آپ نے چند کنکریاں اٹھائیں اور کافروں کے منہ

معترض کہتا ہے کہ جنگ میں ایسا ماحول بن ہی جاتا ہے کہ انسان حواس باختہ ہو جائے لہذا یہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہم جواباً کہتے ہیں کہ یہ بات آپ اللہ کو سمجھائیں کہ اس نے جنگ سے پیٹھ پھیرنے والوں کو جہنم کی وعید کیوں سنائی اور نبی(ص) نے اس بات پر عہد کیوں لیا. اور اللہ نے کیوں فرما دیا کہ جو عہد پر قائم رہے گا وہی مستحقِ جزا قرار پائیگا...

چلیں ہم معترض سے گزارش کرتے ہیں کہ جنگ میں ایسا ماحول بن ہی جاتا ہے لیکن کیا دورانِ نماز بھی ایسا ماحول بن جاتا ہے.مسجدِ خدا میں محضرِ پیغمبر(ص) میں نمازِ جمعہ جیسے عظیم دن نمازِ جمعہ جیسی عبادت میں نبی(ص) کے خطبہ کے دوران انکی آنکھوں کے سامنے نبی(ص) کے خطبہ و نماز و مسجد کو کھیل تماشے کیلیئے چھوڑ دینا کیا یہ بھی کوئی ماحول بدلنے سے فطری امر قرار پاتا ہے.شاھد مجھ جیسا نادان بھی ایسی جسارت نہ کرے. معترض کہتا ہے کہ ایسا ممکن نہیں ہے یہ منافقین کی طرف اشارہ ہے بھلا نبی(ص) کے عبادت گزار اصحاب ایسی جسارت اللہ و نبی(ص) کی بارگاہ میں کر سکتے ہیں. تو ہم معترض سے کہتے ہیں کہ آپ یہ تو جانتے ہی ہیں کہ جمعہ مدینہ میں فرض ہوا. جہاں مہاجرین بھی تھے اور انصار بھی تھے. اور اس زمانے میں یہ تصور نہیں کہ اصحابِ نبی(ص) نماز کے پابند نہ ہوں اور وہ بھی جمعہ کی نماز جو کہ آجکا عامی گناھگار بھی نہیں چھوڑتا. تو یقیناً مسجد اصحاب سے پُر ہو گی.اب صحیح بخاری پڑھ لیتے ہیں کہ 12 افراد باقی رہ گئے باقی سب چلے گئے وہ بھی صرف تجارت کیلیئے نہیں بلکہ کھیل تماشے کیلیئے... یقیناً وہ اصحاب بچے نہیں تھے. اور پھر کھیل تماشہ جب نماز کے مقابل آ جائے.اور اس پر کوئی کھیل تماشے کو ترجیح دے تو اگر یہ معمولی خطا ہوتی تو خدا قرآن میں زکر کر کے اصحاب کی اسطرح گرفت نہ کرتا کہ قیامِ قیامت تک کیلیئے افراد اس خطا کو پڑھیں اور جانیں.

سورہ جمعہ

وَ اِذَا رَاَوۡا تِجَارَۃً اَوۡ لَہۡوَا انۡفَضُّوۡۤا اِلَیۡہَا وَ تَرَکُوۡکَ قَآئِمًا ؕ قُلۡ مَا عِنۡدَ اللّٰہِ خَیۡرٌ مِّنَ اللَّہۡوِ وَ مِنَ التِّجَارَۃِ ؕ وَ اللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ ﴿۱۱﴾ ع	۱۱۔ اور جب ان لوگوں نے سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھا تو ادھر بھاگ لئے اور اے نبی ﷺ تمہیں خطبے میں کھڑا چھوڑ گئے۔ کہدو کہ جو چیز اللہ کے ہاں ہے وہ تماشے اور سودے سے کہیں بہتر ہے۔ اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

صحیح بخاری کتاب التفسير

٢- باب قوله ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً﴾

٤٨٩٩- حدثني حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، وَعَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَقْبَلَتْ عِيرٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَثَارَ النَّاسُ، إِلاَّ اثْنَا عَشَرَ رَجُلاً فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا﴾.

[راجع: ٩٣٦]

باب آیت ﴿واذارأو تجارة﴾ کی تفسیر

یعنی "اور جب کبھی انہوں نے اموال تجارت دیکھا"۔ آخر تک۔

(۴۸۹۹) مجھ سے حفص بن عمر نے بیان کیا' کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے بیان کیا' ان سے حصین نے بیان کیا' ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ابو سفیان نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے' انہوں نے بیان کیا کہ جمعہ کے دن سامان تجارت لئے ہوئے اونٹ آئے ہم اس وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے انہیں دیکھ کر سوائے بارہ آدمی کے سب لوگ ادھر ہی دوڑ پڑے۔ اس پر اللہ تبارک وتعالے نے یہ آیت نازل کی واذارأو تجارة اولهوا انفضوا اليها الاية یعنی اور بعض لوگوں نے جب کبھی ایک سودے یا تماشے کی چیز کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑتے ہوئے پھیل گئے۔

معترض کو ہم دو احادیث کی طرف متوجہ کرتے ہیں جس سے عیاں ہو گا کہ صحابی شیطان کے بہکاوے میں قابلِ حد وتعزیر فعل بھی انجام دیتا ہے.. اور ایسے امر کو انجام دیتا ہے جو گناہِ کبیرہ ہے اور وہ اس گناہِ کبیرہ کی سزا پر مطلع بھی ہے.ایسا گناہِ کبیرہ جسکی صراحت قرآن میں موجود ہے....ماعز ابن مالک اسلمی کتاب الاصابہ میں ابنِ حجر عسقلانی نے انکا زکر جلد 5 تحت راوی 7528 میں کیا ہے. اور ولید بن عقبہ کتاب الاصابہ جلد 6 تحت راوی 9150 میں انکا زکر موجود ہے..یہ دونوں اصحاب ہیں.اور انمیں سے ایک زنا جیسے قبیح فعل کے مرتکب ہوئے اور دوسرے شراب نوشی میں نماز پڑھانے کے مرتکب ہوئے. اور دونوں پر حد جاری کی گئی..یقیناً انکے یہ افعال نفسانی خواھشات اور غلبہ شیطانی کی بنا پر تھے. اور کسی طرح قابلِ تاویل نہیں ہیں...ماعز بن مالک کا زکر بخاری سے اور ولید بن عقبہ کا زکر صحیح مسلم سے پیش کیا جاتا ہے.

فَأُتِيَ بِهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ وَجَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ سَلاَمٍ: ارْفَعْ يَدَكَ فَإِذَا آيَةُ الرَّجْمِ تَحْتَ يَدِهِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرُجِمَا. قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَرُجِمَا عِنْدَ الْبَلاَطِ فَرَأَيْتُ الْيَهُودِيَّ أَجْنَأَ عَلَيْهَا.
[راجع: ۱۳۲۹]

رجم والی آیت پر اپنا ہاتھ رکھ لیا اور اس سے آگے اور پیچھے کی آیتیں پڑھنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ ہٹاؤ (اور جب اس نے اپنا ہاتھ ہٹایا تو) آیت رجم اس کے ہاتھ کے نیچے تھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان دونوں کے متعلق حکم دیا اور انہیں رجم کر دیا گیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انہیں بلاط (مسجد نبوی کے قریب ایک جگہ) میں رجم کیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ یہودی عورت کو مرد بچانے کے لیے اس پر جھک جھک پڑتا تھا۔

ثابت ہوا کہ مسلم اسٹیٹ میں یہودیوں اور عیسائیوں کے فیصلے ان کی شریعت کے مطابق کئے جائیں گے بشرطیکہ اسلام ہی کے موافق ہوں۔

۱۱- باب الرَّجْمِ بِالْمُصَلَّى

باب عید گاہ میں رجم کرنا (عید گاہ کے پاس یا خود عید گاہ میں)

۶۸۲۰- حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبِكَ جُنُونٌ؟)) قَالَ: لاَ. قَالَ: ((أَحْصَنْتَ)) قَالَ: نَعَمْ. فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ، فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرًا وَصَلَّى عَلَيْهِ. لَمْ يَقُلْ يُونُسُ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَصَلَّى عَلَيْهِ. [راجع: ۵۲۷۰]

(۶۸۲۰) مجھ سے محمود نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے اور انہیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ قبیلہ اسلم کے ایک صاحب (ماعز بن مالک) نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور زنا کا اقرار کیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا۔ پھر جب انہوں نے چار مرتبہ اپنے لئے گواہی دی تو آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم دیوانے ہو گئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا' کیا تمہارا نکاح ہو چکا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ آپ کے حکم سے انہیں عید گاہ میں رجم کیا گیا۔ جب ان پر پتھر پڑے تو وہ بھاگ پڑے لیکن انہیں پکڑ لیا گیا اور رجم کیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان کے حق میں کلمہ خیر فرمایا اور ان کا جنازہ ادا کیا اور ان کی تعریف کی جس کے وہ مستحق تھے۔

۱۲- باب مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا دُونَ الْحَدِّ فَأَخْبَرَ الإِمَامَ

فَلاَ عُقُوبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ إِذَا جَاءَ مُسْتَفْتِيًا قَالَ عَطَاءٌ: لَمْ يُعَاقِبْهُ النَّبِيُّ ﷺ،

باب جس نے کوئی ایسا گناہ کیا جس پر حد نہیں ہے

(مثلاً اجنبی عورت کو بوسہ دیا یا اس سے مساس کیا) اور پھر اس کی خبر امام کو دی تو اگر اس نے توبہ کر لی اور فتویٰ پوچھنے آیا تو اسے اب توبہ کے بعد کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ عطاء نے کہا کہ ایسی

٤٤٥٧- عَنْ حُضَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ أَبُو سَاسَانَ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَأُتِيَ بِالْوَلِيدِ قَدْ صَلَّى الصُّبْحَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ أَزِيدُكُمْ فَشَهِدَ عَلَيْهِ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا حُمْرَانُ أَنَّهُ شَرِبَ الْخَمْرَ وَشَهِدَ آخَرُ أَنَّهُ رَآهُ يَتَقَيَّأُ فَقَالَ عُثْمَانُ إِنَّهُ لَمْ يَتَقَيَّأْ حَتَّى شَرِبَهَا فَقَالَ يَا عَلِيُّ قُمْ فَاجْلِدْهُ فَقَالَ عَلِيٌّ قُمْ يَا حَسَنُ فَاجْلِدْهُ فَقَالَ الْحَسَنُ وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا فَكَأَنَّهُ وَجَدَ عَلَيْهِ فَقَالَ

۴۴۵۷- حصین بن منذر سے روایت ہے میں عثمان بن عفانؓ کے پاس موجود تھا ولید بن عقبہ کو لایا گیا' انھوں نے صبح کی دو رکعتیں پڑھیں تھیں پھر کہا میں زیادہ کرتا ہوں تمہارے لیے تو دو آدمیوں نے ولید پر گواہی دی ایک تو حمران نے کہ اس نے شراب پی ہے۔ دوسرے نے یہ گواہی دی کہ وہ میرے سامنے قے کر رہا تھا شراب کی۔ حضرت عثمانؓ نے کہا اگر اس نے شراب نہ پی ہوتی تو قے کاہے کو کرتا شراب کی۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت علی سے کہا اٹھو اس کو حد لگاؤ (یہ حضرت عثمان نے حضرت علی کرم اللہ وجہ

(۴۴۵۷) ☆ پس شراب کی قے پر گواہی دینا گویا شراب پینے پر گواہی دینا ہے تو دو گواہ شراب پینے کے ہو گئے۔ نووی نے کہا اس میں دلیل ہے امام مالکؒ کی کہ جو شخص قے کرے شراب کی اس کو حد ماری جائے گی اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ صرف قے سے حد نہ پڑے گی کیونکہ احتمال ہے کہ اس نے نادانستہ پیا ہو یا زبردستی سے پیا ہو۔ اور دلیل امام مالک کی قوی ہے کیونکہ صحابہ کرام نے اتفاق کیا ولید کو حد لگانے کے لیے۔

یعنی خلافت کے مزے انھوں نے لوٹے اب اس میں جو تکلیف کی باتیں ہیں وہ بھی انہی کو کرنے دو۔ یہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے صلاح مشورہ کے طور پر حضرت علیؓ سے کہا کہ ہم کو کیا ضرورت ہے کہ کوڑے تو ہم لگائیں اور لوگوں سے دشمنی ہم کریں اور خلافت کی لذت حضرت عثمانؓ اٹھائیں۔

نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کے احکام کی عظمت کرتے تھے۔ اور ان کے حکم اور قول کو سنت جانتے تھے 'اسی طرح حضرت ابو بکرؓ کے۔ اور رد ہو گیا شیعہ کا جو اسکے برخلاف سمجھتے ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خلفائے راشدین کا فعل اور قول دین کی باتوں میں سنت ہے گو ہم کو اس کی دلیل معلوم نہ ہو اور دوسری حدیث میں صاف وارد ہے کہ میری سنت پر عمل کرو اور خلفائے ☜

يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ قُمْ فَاجْلِدْهُ فَجَلَدَهُ وَعَلِيٌّ يَعُدُّ حَتَّى بَلَغَ أَرْبَعِينَ فَقَالَ أَمْسِكْ ثُمَّ قَالَ جَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ وَعُمَرُ ثَمَانِينَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ وَهَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ زَادَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ إِسْمَعِيلُ وَقَدْ سَمِعْتُ حَدِيثَ الدَّانَاجِ مِنْهُ فَلَمْ أَحْفَظْهُ.

کی عزت اور عظمت بڑھانے کے لیے حکم دیا۔ اور امام کو یہ امر جائز ہے) حضرت علی کرم اللہ وجہ نے سیدنا حسنؓ سے فرمایا اے حسن! اٹھ اور اس کو کوڑے لگا) سیدنا حسنؓ نے کہا عثمان خلافت کا سرور لے چکے ہیں تو گرم بھی انہیں پر رکھو۔ حضرت علیؓ اس بات پر غصہ ہوئے سیدنا حسنؓ پر اور کہا اے عبداللہ بن جعفر اٹھ اور کوڑے لگا ولید کو۔ وہ اٹھے اور ولید کو کوڑے لگائے اور حضرت علی کرم اللہ وجہ گنتے جاتے تھے۔ جب چالیس کوڑے لگائے اور حضرت علی کرم اللہ وجہ نے کہا بس ٹھہر جا۔ پھر کہا کہ جناب رسول اللہؐ نے بھی چالیس لگائے اور حضرت عمرؓ نے اسی لگائے اور سب سنت ہیں۔ اور میرے نزدیک چالیس لگانا بہتر ہے۔

کیا صحابی جہنم میں جا سکتا ہے... شریعت سے آزاد تو انبیاء بھی نہیں ہیں پھر صحابی کیسے ہو سکتا ہے. جو شریعت کی پابندی کریگا وہ جنتی ہے چاھے جو بھی ہو جو شریعت کی حدود کو پامال کریگا وہ جہنمی ہے چاھے جو بھی ہو.دین سب کیلیئے یکساں ہیں. مراتب و شرفِ انسانی میں فرق ہے لیکن احکامات میں نہیں ہے. ہم صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں جس میں نبی(ص) نے کچھ اصحاب کو اپنی شفاعت سے محروم قرار دیا اور اسکی علت کا تذکرہ بھی فرمایا..یہ حدیثِ حوض کے نام سے مشہور ہے..معترض کہتا ہے کہ اس حدیث میں لفظ صحابی لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے جس سے مراد منافقین ہیں.ہم جواباً عرض کرتے ہیں کہ آپکے پاس اسکی دلیل کچھ نہیں جبکہ ہم آپکو ایک صحیح السند حدیث دکھاتے ہیں.بی بی امِ سلمہ(رضی) کے پاس عبد الرحمٰن بن عوف(من عشرہ مبشرہ) تشریف لائے اور خوفِ ہلاکت کا بوجہ کثرتِ مال تذکرہ فرمایا..بی بی امِ سلمہ(رضی) نے انھیں حدیث سنائی کہ بعض اصحاب کی نبی(ص) سے ہمیشہ کی جدائی قائم ہو گی.یہی حدیث حضرت عمر رض اللہ (من عشرہ مبشرہ) نے جاننے کے بعد سوال کیا کہیں میں ان میں سے تو نہیں..تو یہاں بی بی امِ سلمہ رض نے صحابی سے لغوی صحابی یعنی منافق مراد نہیں لیا ورنہ عبد الرحمٰن کو یہ حدیث نہ بیان کرتیں اور حضرت عمر رض یہاں منافق مراد لیتے تو وہ سوال نہ کرتے کہ کہیں میں ان میں سے تو نہیں.تو یہاں ان تینوں اصحاب نے اصحاب سے مراد منافقین نہیں بلکہ اصطلاحی اصحاب یعنی مومنین مراد لیئے.جنکی خطاؤں کی پاداش میں انھیں محروم کیا جائیگا.. اب اصحاب سے بڑھکر حدیث کا فہم کون سمجھ یا سمجھا سکتا ہے.

ہماری بھی یہ دعا قبول فرما۔ آمین۔

٧٠٤٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، لَيُرْفَعَنَّ إِلَيَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ، حَتَّى إِذَا أَهْوَيْتُ لأُنَاوِلَهُمُ اخْتُلِجُوا دُونِي فَأَقُولُ أَيْ رَبِّ أَصْحَابِي يَقُولُ : لاَ تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ)).

[راجع: ٦٥٧٥]

(۷۰۴۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابوعوانہ نے' ان سے ابووائل کے غلام مغیرہ ابن مقسم نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں حوض کوثر پر تم لوگوں کا پیش خیمہ ہوں گا اور تم میں سے کچھ لوگ میری طرف آئیں گے جب میں انہیں (حوض کا پانی) دینے کے لئے جھکوں گا تو انہیں میرے سامنے سے کھینچ لیا جائے گا۔ میں کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میری امت کے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا نئی باتیں نکال لی تھیں۔

نئی باتوں سے بدعات مروجہ مراد ہیں جیسے تیجہ' فاتحہ' چہلم' تعزیہ پرستی' عرس' قوالی وغیرہ وغیرہ اللہ سب بدعات سے بچائے۔ آمین۔

٧٠٥٠، ٧٠٥١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ : سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ

(۷۰۵۱-۷۰۵۰) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے ابوحازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا' کہا کہ میں نے سہل بن سعد سے سنا' وہ کہتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے کہ میں حوض کوثر پر تم سے پہلے رہوں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهُ أَبَدًا، لَيَرِدُنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ)) قَالَ أَبُو حَازِمٍ: فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ وَأَنَا أُحَدِّثُهُمْ هَذَا فَقَالَ: هَكَذَا سَمِعْتَ سَهْلاً فَقُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ يَزِيدُ فِيهِ قَالَ: ((إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ: إِنَّكَ لاَ تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي)).

[راجع: ٦٥٨٣، ٨٥٨٤]

گا جو وہاں پہنچے گا تو اس کا پانی پیئے گا اور جو اس کا پانی پی لے گا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہو گا۔ میرے پاس ایسے لوگ بھی آئیں گے جنہیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے گا۔ ابوحازم نے بیان کیا کہ نعمان بن ابی عیاش نے بھی سنا کہ میں ان سے یہ حدیث بیان کر رہا ہوں تو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے سہل رضی اللہ عنہ سے اسی طرح یہ حدیث سنی تھی؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اسی طرح سنی تھی۔ ابوسعید اس میں اتنا بڑھاتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھ میں سے ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے اس وقت کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا تبدیلیاں کر دی تھیں؟ میں کہوں گا کہ دوری ہو دوری ہو ان کے لیے جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلیاں کر دی تھیں۔

تشریح: یعنی اسلام سے مرتد ہو گئے۔ حافظ نے کہا اس صورت میں تو کوئی اشکال نہ ہو گا اگر بدعتی یا دوسرے گنہگار مراد ہوں تو بھی ممکن ہے کہ اس وقت حوض پر آنے سے روک دیئے جائیں۔ معاذ اللہ دین میں نئی بات۔ یعنی بدعت نکالنا کتنا بڑا گناہ ہے ان بدعتیوں کو پہلے آنحضرت ﷺ کے پاس لا کر پھر جو ہٹا لے جائیں گے' اس سے یہ مقصود ہو گا کہ ان کو اور زیادہ رنج ہو جیسے کہتے ہیں ع

٥٩٧٦- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ ((إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا)).

۵۹۷۶- عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک روز رسول اللہ ﷺ نکلے اور احد کے شہیدوں پر نماز پڑھی جیسے جنازے کی نماز پڑھتے ہیں پھر منبر کی طرف آئے اور فرمایا میں تمہارا پیش خیمہ ہوں گا اور گواہ ہوں گا اور قسم خدا کی میں حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں ملیں[1] یا زمین کی کنجیاں اور قسم خدا کی مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے بلکہ یہ ڈر ہے کہ تم دنیا کے لالچ میں آکر ایک دوسرے سے حسد کرنے لگو۔

٥٩٧٧- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ فَقَالَ ((إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَإِنَّ عَرْضَهُ كَمَا بَيْنَ

۵۹۷۷- عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے احد کے شہیدوں پر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے جیسے کوئی رخصت کرتا ہے زندوں اور مردوں کو اور فرمایا میں تمہارا پیش خیمہ ہوں گا حوض پر اور اس حوض کی چوڑائی اتنی ہے جیسے

(۵۹۷۶) ☆ اور دنیا کے واسطے آخرت کا خیال چھوڑ دو۔ مسلمانوں نے حضرت کے چند روز بعد یہ ایسے کام شروع کئے اور آپس میں پھوٹ کی بنا ڈالی۔ معاویہؓ حضرت علی مرتضیٰؓ سے لڑے اور یزید نے خاندان نبوت کو تباہ کیا اور حجاج نے عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کیا اور فتنوں کی تار بندھ گئی۔ اس روز سے آج تک مسلمانوں کا وہی حال ہے کسی ایک امام یا خلیفہ پر سب مسلمان اکٹھے نہیں ہوئے' آخر کافر موقع پا کر ان پر غالب ہوئے اور ان کی قوت خاک میں مل گئی۔

[1] خزانوں سے مراد ملکوں کا فتح ہونا اور بکثرت مال حاصل ہونا ہے۔ ۱۲ مصحح

أَيْلَةَ إِلَى الْجُحْفَةِ إِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا وَتَقْتَتِلُوا فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ)) قَالَ عُقْبَةُ فَكَانَتْ آخِرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ.

ایلہ سے جحفہ (یہ دونوں مقام کے نام ہیں ایلہ مدینہ سے پندرہ منزل پر اور جحفہ سات منزل پر ہے) مجھے یہ ڈر نہیں ہے کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن میں ڈرتا ہوں کہ دنیا کے لالچ میں پڑ کر آپس میں لڑنے نہ لگو پھر تباہ ہو جاؤ جیسے تم سے پہلے لوگ تباہ ہوئے عقبہ نے کہا یہ اخیر بار میرا دیکھنا تھا آپ کو منبر پر۔

٥٩٧٨- عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَلَأُنَازِعَنَّ أَقْوَامًا ثُمَّ لَأُغْلَبَنَّ عَلَيْهِمْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي أَصْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ)).

۵۹۷۸- عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہارا پیش رو ہوں گا حوض کوثر پر اور چند لوگوں کے واسطے مجھ سے جھگڑا ہو گا پھر میں غالب ہوں گا اور عرض کروں گا اے مالک میرے یہ تو میرے اصحاب ہیں اصحاب ہیں جواب ملے گا تم نہیں جانتے انھوں نے جو نئی باتیں کیں تمہارے بعد۔

میں جواب دیا، ابوقیس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حوالہ دیا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہوسکتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے انہیں بوسہ دیا ہو کیونکہ نبی علیہ السلام ان سے بہت جذباتی محبت فرمایا کرتے تھے، البتہ میرے ساتھ کبھی ایسا نہیں ہوا۔

(٢٧٢٢٨) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَابْنُ لَهِيعَةَ قَالَا سَمِعْنَا يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ قَالَ قَالَتْ لِي أُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا آلَ مُحَمَّدٍ مَنْ حَجَّ مِنْكُمْ فَلْيُهِلَّ فِي حَجِّهِ أَوْ فِي حَجَّتِهِ شَكَّ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ [راجع: ٢٧٠٨٣].

(۲۷۲۲۸) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے آل محمد! صلی اللہ علیہ وسلم، تم میں سے جس نے حج کرنا ہو، وہ حج کا احرام باندھ لے۔

(٢٧٢٢٩) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أَخْشَى أَنْ أَكُونَ قَدْ هَلَكْتُ إِنِّي مِنْ أَكْثَرِ قُرَيْشٍ مَالًا بِعْتُ أَرْضًا لِي بِأَرْبَعِينَ أَلْفَ دِينَارٍ فَقَالَتْ أَنْفِقْ يَا بُنَيَّ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مِنْ أَصْحَابِي مَنْ لَا يَرَانِي بَعْدَ أَنْ أُفَارِقَهُ فَأَتَيْتُ عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَتَاهَا فَقَالَ بِاللَّهِ أَنَا مِنْهُمْ قَالَتْ اللَّهُمَّ لَا وَلَنْ أُبَرِّئَ أَحَدًا بَعْدَكَ [راجع: ٢٧٠٢٢].

(۲۷۲۲۹) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے اماں جان! مجھے اندیشہ ہے کہ مال کی کثرت مجھے ہلاک نہ کردے، کیونکہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہوں، میں نے صرف ایک زمین چالیس ہزار دینار میں بیچی ہے، انہوں نے جواب دیا کہ بیٹا! اسے خرچ کرو، کیونکہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے بعض ساتھی ایسے بھی ہوں گے کہ میری ان سے جدائی ہونے کے بعد وہ مجھے دوبارہ کبھی نہ دیکھ سکیں گے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جب باہر نکلے تو راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور گھر میں داخل ہو کر فرمایا اللہ کی قسم کھا کر بتائیے، کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ انہوں نے فرمایا نہیں، لیکن آپ کے بعد میں کسی کے متعلق یہ بات نہیں کہہ سکتی۔

(٢٧٢٣٠) حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ ثَوْبٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَمِيصٍ [اسناده ضعيف. قال الألباني: صحيح (ابو داود: ٤٠٢٦، ابن ماجة: ٣٥٧٥، الترمذي: ١٧٦٣)].

(۲۷۲۳۰) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام کے نزدیک قمیص سے زیادہ اچھا کوئی کپڑا نہ تھا۔

(٢٧٢٣١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ قَالَ مَرْوَانُ كَيْفَ نَسْأَلُ أَحَدًا وَفِينَا أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

المملكة العربية السعودية
جامعة أم القرى بمكة المكرمة
كلية الشريعة والدراسات الإسلامية
الدراسات العليا الشرعية
فرع الكتاب والسنة

مسند أم المؤمنين

السيدة أم سلمة رضي الله عنها

من مسند الإمام أحمد بن حنبل

ترتيب، تحقيق، تخريج، دراسة، شرح

الطالب
عبيد الله أبو القاسم محمد رفيق

بحث مقدم لنيل درجة الماجستير

إشراف
فضيلة الشيخ الأستاذ سيد سابق

١٤٠٤ هـ

الحديث رقم (٢٣٩) **

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا محمد بن عبيد قال ثنا الاعمش عن شقيق قال دخل عبد الرحمن بن عوف على أم سلمة فقال يا أم المؤمنين اني أخشى أن أكون قد هلكت اني من أكثر قريش مالا بعت أرضا لي بأربعين ألف دينار فقالت أنفق يابني فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان من أصحابي من لا يراني بعد أن أفارقه فأتيت عمر فأخبرته فأتاها فقال بالله أنا منهم قالت اللهم لا ولن أبرئ أحدا بعدك .

* المسند ٦/٣١٢.

** المسند ٦/٣١٧.

رجال الاسناد

١ - محمد بن عبيد : هو ابن أبي أمية الطنافسي ، ثقة ، تقدم في الحديث رقم (١٨٤).

وبقية الرجال تقدموا في الحديث رقم (٢٣٥).

الحكم على الحديث

اسناد الحديث رقم (٢٣٥) ، (٢٣٧) ، (٢٣٩) صحيح .

سِلسِلة

الأحَاديث الصَّحيحَة

وَشيءٌ مِنْ فِقهِهَا وَفوائِدِها

محمد ناصر الدين الألباني

المجلد السادس

القسم الأول

٢٥٠١ - ٢٨٠٠

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد
الرياض

٢٩٨٢ ـ (إنَّ من أصحابي من لا يراني بعد أن أفارقه) .

أخرجه أحمد (٦/٢٩٠) ، والبزار (٣/١٧٢/٢٤٩٦) ، والطبراني في « المعجم الكبير » (٢٣ / ٣١٩ / ٧٢٤ و ٣٩٤ / ٩٤١) من طريق أبي معاوية قال : ثنا الأعمش عن شقيق عن أم سلمة قالت :

دخل عليها عبد الرحمن بن عوف فقال : يا أمَّهْ ! قد خفت أن يهلكني كثرة مالي ؛ أنا أكثر قريش مالاً ؟ قالت : يا بني ! فأنفق ؛ فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول : (فذكر الحديث) ، فخرج فلقي عمر ، فأخبره ، فجاء عمر فدخل عليها ، فقال : بالله منهم أنا ؟ فقالت : لا ، ولن أبلي أحداً بعدك . وقال البزار :

« رواه الأعمش وغيره عن أبي وائل عن أم سلمة ، وأبو وائل روى عنها ثلاثة أحاديث ، وأدخل بعض الناس بينه وبينها مسروقاً » .

قلت : وهذا إسناد صحيح رجاله ثقات رجال الشيخين ، والمتابع الذي أشار إليه البزار للأعمش ، لم أعرفه ، وإنما توبع أبو معاوية ، فأخرجه أحمد (٦ / ٣٠٧ و ٣١٧) ، وإسحاق بن راهويه في « مسنده » (٤ / ٢١٥ / ١) ، وأبو يعلى (١٢ / ٤٣٦ / ٧٠٠٣) ، وإبراهيم بن طهمان في « مشيخته » (١٨٩ / ١٤٣) ، والطبراني أيضاً (٢٣ / ٣١٩ / ٧٢٤) من طرق عن الأعمش به .

ورواية مسروق ، يرويها شريك عن عاصم عن أبي وائل عنه قال :

« دخل عبد الرحمن على أم سلمة ، فقالت : سمعت رسول الله ﷺ . . » الحديث ، ليس فيه قصة عبد الرحمن مع المال .

أخرجه أحمد (٦ / ٣١٢) ، والطبراني (٢٣ / ٣١٧ ـ ٣١٨) .

قلت : وعاصم ـ وهو ابن بهدلة ـ وهو حسن الحديث إذا لم يخالَف ، وقد خالفه الأعمش ، وهو أوثق منه ، لكن فيه تدليس ، وقد عنعنه ، وقد ذكروا عاصماً هذا في شيوخه ، فإن كان سمعه منه فالحديث حسن ، وإلا فهو صحيح كما تقدم .

معترض کہتا ہے کہ اگر یہ باتیں حق ہیں تو کیا کوئی ایک محدث آپ دکھا سکتے ہیں جسنے کسی صحابی کو جہنمی کہا ہو.ہم جواباً کہتے ہیں عجیب ہے کہ قرآن و حدیث کے مقابل آپ محدث کو حجت تسلیم فرما تے ہیں.چلیں ہم آپکو محدث العصر العلامہ ناصر الدین الالبانی کا قول دکھا دیتے ہیں جو وہ السلسة الاحادیث الصحیحیہ مجلد۵ میں لکھتے ہیں. اور بالکل بجا فرما تے ہیں.بھلا جب نبی(ص) کسی شخص یا فعل کو جہنمی قرار دیدیں تو پھر اسکی تاویل کرنا جسارت ہے. نبی(ص) وہی فرما تے ہیں جو اللہ کی وحی ہوتی ہے.. وہ کسی کو جہنمی کہیں اور ہم اسے اجتہادی خطا کہیں یعنی اکہرے ثواب کا مستحق تو یہ اللہ کے کلام پر تجاوز ہے. اور اسے تعلیم دینے کے مترادف ہے. گویا ہم کہنا چاھتے ہیں کہ اللہ کو نہ مقامِ صحابی کا علم ہے اور نہ اجتہادی خطا کا علم بلکہ ہم زیادہ بہتر جانتے ہیں.معاذاللہ...

٢٠٠٨ - (قاتِلُ عمَّارٍ وسالِبُهُ في النَّارِ).

رواه أبو محمد المخلدي في «ثلاثة مجالس من الأمالي» (٧٥ / ١ - ٢) عن ليث عن مجاهد عن عبد الله بن عمرو مرفوعاً.

قلت: وهذا إسناد ضعيف، ليث - وهو ابن أبي سليم - كان اختلط.

لكن لم ينفرد به، فقال عبد الرحمن بن المبارك: ثنا المعتمر بن سليمان عن أبيه عن مجاهد به.

أخرجه الحاكم (٣ / ٣٨٧)، وقال:

«تفرد به عبد الرحمن بن المبارك، وهو ثقة مأمون، فإن كان محفوظاً؛ فإنه صحيح على شرط الشيخين».

قلت: له طريق أخرى، فقال الإمام أحمد (٤ / ١٩٨)، وابن سعد في «الطبقات» (٣ / ٢٦٠ - ٢٦١) والسياق له: أخبرنا عفان بن مسلم قال: أخبرنا حماد بن سلمة قال:

أخبرنا أبو حفص وكلثوم بن جبير عن أبي غادية قال:

«سمعت عمار بن ياسر يقع في عثمان يشتمه بالمدينة، قال: فتوعدته بالقتل، قلت: لئن أمكنني الله منك لأفعلن، فلما كان يوم صفين جعل عمار يحمل على الناس، فقيل: هذا عمار، فرأيت فرجة بين الرئتين وبين الساقين، قال: فحملت عليه فطعنته في ركبته، قال: فوقع فقتلته، فقيل: قتلت عمار بن ياسر؟! وأخبر عمرو بن العاص، فقال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: (فذكره)، فقيل لعمرو بن العاص: هو ذا أنت تقاتله؟ فقال: إنما قال: قاتله وسالبه».

قلت: **وهذا إسناد صحيح**، رجاله ثقات رجال مسلم، وأبو الغادية هو الجهني، وهو صحابي كما أثبت ذلك جمع، وقد قال الحافظ في آخر ترجمته من «الإصابة» بعد أن ساق الحديث، وجزم ابن معين بأنه قاتل عمار:

«والظن بالصحابة في تلك الحروب أنهم كانوا فيها متأولين، وللمجتهد المخطىء أجر، وإذا ثبت هذا في حق آحاد الناس؛ فثبوته للصحابة بالطريق الأولى».

وأقول: هذا حق، لكن تطبيقه على كل فرد من أفرادهم مشكل، لأنه يلزم تناقض القاعدة المذكورة بمثل حديث الترجمة، إذ لا يمكن القول بأن أبا غادية القاتل لعمار مأجور لأنه قتله مجتهداً، ورسول الله ﷺ يقول: «قاتل عمار في النار»! فالصواب أن يقال: إن القاعدة صحيحة إلا ما دل الدليل القاطع على خلافها، فيستثنى ذلك منها، كما هو الشأن هنا، وهذا خير من ضرب الحديث الصحيح بها. والله أعلم.

... أبي الغادية هذا ما رواه عبد الله بن أحمد في «زوائد المسند» (٤ /

نتیجة الکلام.... صحابی شیطان کے بہکاوے میں نفسانی خواھشات کا پیرو ہو سکتا ہے اور ایسا فعل انجام دے سکتا ہے کہ وہ نظرِ مشیت میں آ جائے. اور اسکی گرفت کیجائے.اب رہا اسکی توبہ اور گناہ کا معاف ہونا تو یہ مسلمات سے ہے کہ توبہ گناہ کو دھو ڈالتے ہیں لیکن گناہ گناہ ہی رہتا ہے اسکی تاویل نیک نیتی سے کرنا اور اجتہادی خطا قرار دیکر اسے ایک ثواب کا مستحق ٹھہرانا صرف اسلیئے کہ وہ صحابی ہے.یہ قرآن و حدیث سے ثابت شدہ مزاجِ دین نہیں ہے.اللہ نے احد میں بھاگنے والوں کو معاف کیا لیکن انکے فعل کی تاویل نہیں کی..رسول اللہ(ص) نے ماعز بن مالک کو رجم کرنے کے بعد اسکیلیئے توصیفی کلمات کہے لیکن اس کے گناہ کی تاویل نہیں کی.. اسی طرح جمعہ میں نبی(ص) کو تنہا چھوڑ کر کھیل تماشے والوں کے فعل کی اور ولید بن عقبہ کی شراب نوشی کے بعد نماز پڑھنے کی تاویل کرنا خود گناہ ہے...صحابی نہ معصوم ہے اور نہ ہی اسکا ہر فعل قابلِ تاویل و اجتہاد ہے.

کاتبِ وحی.. معترض کہتا ہے کہ امیرِ معاویہ کاتب وحی تھے.اور اس سے استدلال کرتا ہے کہ نبی(ص) نے انھیں ایک عظیم کام کیلیئے چنا ان پر اعتماد کیا لہذا ان کے ایمان پر شک گویا نبی(ص) و قرآن پر شک کے مترادف ہے. ایسا شخص بھلا اسلام کا باغی کیسے ہو سکتا ہے.ہم جواباً کہتے ہیں کہ امیرِ معاویہ کے کاتب الوحی ہونے کا مسئلہ اجماعی نہیں ہے اختلافی ہے.لیکن ہم یہاں انھیں کاتب الوحی تسلیم کر کے ہی عرض کرتے ہیں کہ کاتب الوحی نہ معصوم ہوتا ہے نہ ہی شریعت کے تقاضوں سے آزاد ہوتا ہے.کاتب الوحی مرتد بھی ہو سکتا ہے.اور اللہ کے عذاب کا مستحق بھی ہو سکتا ہے. ہم دو کاتبان کی داستان مستند روایات سے پیش کر دیتے ہیں.تا کہ یہ مفروضہ ایک قیاسی و تخیلاتی قرار پائے کہ کاتب الوحی ہونا گویا گناھوں سے آزاد کر دیتا ہے یا پھر اسکے ہر گناہ کی تاویل لازم قرار پاتی ہے.ورنہ نبی(ص) کے اعتماد پر اعتراض ہو گا اور قرآن پر اعتماد ختم ہو جائیگا.معلوم نہیں کہ معترض نے غیر معصوم شخصیات و انکے افعال کو دین کی سند کیوں قرار دیا ہے.ہم نے یہ نظریہ نہ قرآن میں پڑھا ہے اور نہ ہی حدیث میں پھر یہ کب کیوں اور کس مصلحت کے تحت اپنایا گیا اس کی تحیق خود معترض کو دیانتداری سے کرنی ہو گی.

الاصابہ فی تمییز الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (اردو)

(صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انسائیکلوپیڈیا)

جلد ۳

تالیف

حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

۴۷۱۳ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ✿

ابن حارث بن حبیب بن حذافہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی قرشی عامری۔ بعض نے حذافہ اور مالک کے درمیان نصر کا اضافہ نقل کیا ہے۔ مشہور پہلا نسب ہے۔ کنیت ابو یحییٰ تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی ہیں ان کی والدہ اشعریہ، یہ زبیر ابن بکار کا قول تھا۔ ابن سعد ✿ فرماتے ہیں: ان کی والدہ مہابہ بنت جابر ہیں۔ ابن حبان ✿ کا قول ہے: ان کا والد منافق کافر تھا، ان کے علاوہ مجھے کسی کا یہ قول نہیں ملا۔ حاکم بطریق سدی مصعب بن سعد سے وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقعہ پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار آدمیوں کے جن کے ساتھ دو عورتیں بھی تھیں سوا سب کو امن کا پروانہ دے دیا: عکرمہ، ابن خطل، مقیس بن صبابہ، ابن ابی سرح، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ رہے عبداللہ تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گئے، پھر انہیں لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

✿ اسد الغابہ (۲۹۷۳) استیعاب (۱۵۷۰) تجرید (۳۱٤/۱) ✿ استیعاب (۵۰/۳)

✿ جامع المسانید (٤۰/۸) ✿ التاریخ الکبیر (۱۳/۳) ✿ الجرح والتعدیل (٦۳/۵)

✿ الثقات (۲۲۹/۳) ✿ اسد الغابہ (۲۹۷٤) استیعاب (۱۵۷۱) تجرید (۳۱٤/۱) ✿ الطبقات (۱۹۰/۷)

✿ الثقات (۲۱۳/۳)

سامنے پہنچ گئے۔ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! عبداللہ سے بیعت لے لیں۔ تین بار کہنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بیعت لی۔ پھر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

''تم میں سے کسی کو نہ سوجھی کہ جب میں اس سے بیعت کر رہا تھا اٹھ کر میرا ہاتھ روک لیتا اور اسے قتل کر دیتا؟''

بطریق یزید نحوی بواسطہ عکرمہ بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا، شیطان نے اسے بہکایا اور وہ کافروں سے جا ملا جس کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ یعنی فتح مکہ کے دن۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے پناہ مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امان دے دی۔ اسے ابو داؤد ✿ نے نقل کیا ہے۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ ابن المسیب نے فرمایا: ایک انصاری نے نذر مانی تھی کہ اگر اسے ابن ابی سرح نظر آ گیا تو اسے قتل کر دے گا۔ پھر حدیث مصعب بن سعد بحوالہ ان کے والد جیسی حدیث کا مفہوم نقل کیا ہے۔ الدارقطنی کی روایت اس کی ہم معنی ہے جو بطریق حکم بن عبدالملک بواسطہ قتادہ ہے۔ ابن عساکر نے حدیث عفان سے نقل کیا ہے: سبط ابن الجوزی نے مرآۃ الزمان میں لکھا ہے: جس انصاری نے نذر مانی تھی اس نے کہا: آپ نے مجھے اشارہ کر دیا ہوتا۔ وہ عباد بن بشر تھے۔ بقول بعض: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

ابن یونس فرماتے ہیں: فتح مکہ میں شریک ہوئے اور وہیں حویلی بنائی اور جنگ میں دائیں دستے کی کمان کر رہے تھے جو عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ کی معیت میں فتح مصر میں ہوئی تھی۔ فتوحات میں ان کی اچھی خدمات ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں مصر کا گورنر بنایا تھا اور فتنہ برپا ہوا عسقلان رہائش رکھ لی اور کسی سے بیعت نہیں کی۔ اور وہیں چھتیس (۳٦ھ) میں فوت ہوئے۔ بقول بعض: مصر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے اور سائب بن ہشام بن عمیر کو اپنا نائب چھوڑ گئے۔ راہ میں ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو لوٹ آئے۔ ادھر محمد بن ابی حذیفہ نے مصر پہ قبضہ کر لیا اور انہیں وہاں آنے سے روک دیا، وہ عسقلان چلے گئے۔ ایک قول ہے: رملہ روانہ ہو گئے۔ بقول بعض: جنگ صفین میں شریک ہوئے اور ستاون (۵۷ھ) میں فوت ہوئے۔ یہ ابن مندہ کا بیان ہے۔

بغوی کا قول ہے: ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی صرف ایک حدیث ہے جسے انہوں نے بدل دیا۔ ہمارے پاس معرفہ لابن مندہ میں عالی سند سے ہے۔ ابن سعد نے مصر فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ہی خلافت عثمانی میں افریقا فتح کیا اور اس کے بعد مصر کے گورنر بنے جو تقرر پچیس (۲۵ھ) میں پیش آیا۔ فتح افریقا ✿ سب سے بڑی فتح تھی جس میں گھڑ سواری حصہ تین ہزار دینار تک پہنچ گیا تھا۔ اٹھائیس (۲۸ھ) کا واقعہ۔ رہی اساود کی فتح تو وہ اکتیس (۳۱ھ) میں نوبہ میں پیش آئی۔ انہوں نے ہی اس کے بعد ان سے بقیہ صلح کی تھی۔ خلیفہ کا قول ہے: ستائیس (۲۷ھ) میں حضرت عمرو مصر سے معزول ہوئے اور عبداللہ بن سعد گورنر بنے۔ انہوں نے افریقا کی جنگ کی ان کے ساتھ عبادلہ تھے، لیث نے حضرت عمرو کی معزولی کی تاریخ پچیس (۲۵ھ) لکھی ہے اور افریقا کی جنگ ستائیس (۲۷ھ) میں کی اور غزوۂ اساود اکتیس (۳۱ھ) میں اور ذات الصواری چونتیس میں کیا۔

ابن البرقی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: ابن ابی سرح خلافت فاروقی میں صعید مصر کے گورنر تھے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سارا مصر ان کے حوالے کر دیا، اپنی گورنری میں اچھے کارنامے دکھائے، تین جنگیں غزوہ افریقا، ذات الصواری اور غزوۂ اساود لڑیں۔

✿ ابو داؤد کتاب الحدود باب الحکم فیمن ارتدّ (٤۳۵۹)

✿ الکامل فی التاریخ (٤۵/۳، ٤٦)

مؤلفات العلامة عبد الرحمن المعلمي

(٤)

الاستبصار

في نقد الأخبار

تأليف

الشيخ عبد الرحمن بن يحيى المعلمي

رحمه الله تعالى

١٣١٣هـ - ١٣٨٦هـ

تحقيق

سيدي محمد الشنقيطي

دار أطلس للنشر والتوزيع

ومنها قصة حاطب بن أبي بلتعة[(١)] ...

وأشد ما وقع من ذلك قصة عبد الله بن أبي سرح مع أنه ليس من المهاجرين الأولين وإنما كان ممن أسلم قبيل الفتح، ثم ارتد، فأمر النبي صلى الله عليه وآله وسلم يوم الفتح بقتله فلم يقتل وأسلم.

قال ابن عبد البر: «فحسن إسلامه فلم يظهر منه شيء ينكر عليه بعد ذلك، هو أحد النجباء العقلاء الكرماء من قريش» ثم ذكر ولايته مصر وفتحه أفريقية والنوبة، ثم قال «ودعا ربه فقال: اللهم اجعل خاتمة عملي صلاة الصبح، فتوضأ ثم صلى الصبح، فقرأ في الركعة الأولى بأم القرآن والعاديات، وفي الثانية بأم القرآن وسورة، ثم سلم من يمينه، وذهب يسلم عن يساره فقبض الله روحه، ذكر ذلك كله يزيد بن أبي حبيب وغيره"[(٢)].

---

(١) لم يذكر المؤلف قصته وهي كما روى البخاري - ٧ : ٥٩٢ من الفتح - من حديث عبيد الله بن أبي رافع قال: سمعت علياً رضي الله عنه يقول: بعثني رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أنا والزبير والمقداد فقال: انطلقوا حتى تأتوا روضة خاخٍ، فإن بها ظعينة معها كتابٌ فخذوا منها، قال فانطلقنا تعادي بنا خيلُنا حتى أتينا الروضة، فإذا نحن بالظعينة قلنا لها: أخرجي الكتاب، قالت: ما معي كتاب. فقلنا: لتخرجنَّ الكتاب أو لنلقين الثياب. قال: فأخرجتهُ من عقاصها، فأتينا به رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، فإذا فيه: من حاطب بن أبي بلتعة - إلى ناس بمكة من المشركين - يخبرهم ببعض أمر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يا حاطب ما هذا؟ قال يا رسول الله لا تعجل عليّ، إني كنت امرَءاً مُلصَقاً في قريش يقول كنت حليفاً - ولم أكن من أنفُسها، وكان من معك من المهاجرين من لهم بها قرابات يحمون أهليهم وأموالهم، فأحببت إذا فاتني ذلك من النسب فيهم أن أتخذ عندهم يداً يحمون قرابتي، ولم أفعله ارتداداً عن ديني ولا رضاً بالكفر بعد الإسلام، فقال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم: أما إنه قد صَدقكم. فقال عمرُ: يا رسول الله دعني أضرب عُنق هذا المنافق. فقال: إنه قد شهد بدراً، وما يدريك لعل الله اطلع على من شهد بدراً قال: اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم» ...... الحديث.

* قال صاحب كوثر المعاني الدراري في كشف خبايا صحيح البخاري: (ح١ / ١٨) الترجي في كلام الله عز وجل والرسول صلى الله عليه وآله وسلم للوقوع وقال في قول الرسول صلى الله عليه وعلى آله وسلم في قضية حاطب بن بلتعه «وما يدريك لعل الله اطلع على أهل بدر فقال: اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم» بأن ذلك متعلق بأعمال الآخرة. وأما أعمال الدنيا من إقامة الحدود وغيرها فإنها لازالت جارية عليهم. وعند أحمد ٣ / ١٥٢ ح «٧٩٤٥» من حديث أبي هريرة بالجزم ولفظه «إن الله عز وجل اطلع على أهل بدر فقال اعملوا ما شئتم، فقد غفرت لكم»

(٢) الاستيعاب ٢ : ٣٦٩ - ٣٧٠

لَأَنْ أَجِدَ ضَالَّتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لِي صَاحِبُكُمْ قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ يَنْشُدُ ضَالَّةً لَهُ.

جابر نے کہا وہ شخص اپنی گم شدہ چیز ڈھونڈ رہا تھا (وہ منافق تھا جب تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کی بخشش نہیں ہوئی اور یہ آپ کا معجزہ ہے آپ نے جیسا فرمایا تھا وہ شخص ویسا ہی نکلا)۔

٧٠٣٩-عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ يَصْعَدُ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ)) أَوْ الْمَرَارِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَإِذَا هُوَ أَعْرَابِيٌّ جَاءَ يَنْشُدُ ضَالَّةً لَهُ.

٧٠٣٩- ترجمہ وہی ہے اس میں یہ ہے کہ ایک گنوار کو دیکھا جو اپنی گمی ہوئی چیز ڈھونڈ رہا تھا۔

٧٠٤٠- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ مِنَّا رَجُلٌ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قَدْ قَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وَكَانَ يَكْتُبُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَانْطَلَقَ هَارِبًا حَتَّى لَحِقَ بِأَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ فَرَفَعُوهُ قَالُوا هَذَا قَدْ كَانَ يَكْتُبُ لِمُحَمَّدٍ فَأُعْجِبُوا بِهِ فَمَا لَبِثَ أَنْ قَصَمَ اللهُ عُنُقَهُ فِيهِمْ فَحَفَرُوا لَهُ فَوَارَوْهُ فَأَصْبَحَتْ الْأَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلَى وَجْهِهَا ثُمَّ عَادُوا فَحَفَرُوا لَهُ فَوَارَوْهُ فَأَصْبَحَتْ الْأَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلَى وَجْهِهَا ثُمَّ عَادُوا فَحَفَرُوا لَهُ فَوَارَوْهُ فَأَصْبَحَتْ الْأَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلَى وَجْهِهَا فَتَرَكُوهُ مَنْبُوذًا.

٧٠٤٠- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص ہماری قوم بنی نجار میں سے تھا جس نے سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھی تھی اور وہ لکھا کرتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پھر بھاگ گیا اور اہل کتاب سے مل گیا انھوں نے اس کو اٹھایا اور کہنے لگے یہ منشی تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ لوگ خوش ہوئے اس کے مل جانے سے پھر تھوڑے دنوں میں اللہ نے اس کو ہلاک کیا انھوں نے اس کے لیے قبر کھودی اور گاڑ دیا صبح کو جو دیکھا تو اس کی لاش باہر پڑی ہے پھر انھوں نے کھودا اور اس کو گاڑ دیا پھر صبح کو دیکھا تو اس کی لاش باہر پڑی ہے پھر کھودا پھر گاڑا پھر صبح کو دیکھا تو اس کی لاش کو زمین نے باہر پھینک دیا آخر اس کو یوں ہی پڑا چھوڑ دیا۔

٧٠٤١-عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَلَمَّا كَانَ قُرْبَ الْمَدِينَةِ هَاجَتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ تَكَادُ أَنْ تَدْفِنَ الرَّاكِبَ فَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ((قَالَ بُعِثَتْ هَذِهِ الرِّيحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ)) فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَإِذَا مُنَافِقٌ عَظِيمٌ مِنْ الْمُنَافِقِينَ قَدْ مَاتَ.

٧٠٤١- جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے آرہے تھے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو زور کی ہوا چلی ایسے زور سے کہ سوار زمین میں دبنے کے قریب ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہوا کسی منافق کے مرنے کے لیے چلی ہے جب آپ مدینہ پہنچے تو ایک بڑا منافق منافقوں میں سے مر گیا (یہ آپ کا ایک معجزہ ہے)۔

٧٠٤٢- عَنْ إِيَاسٍ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ عُدْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مَوْعُوكًا

٧٠٤٢- ایاس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ سلمہ بن اکوع نے انھوں نے کہا ہم نے عیادت کی رسول اللہ ﷺ کے

خال المومنین.... معترض کہتا ہے کہ امیرِ معاویہ مومنین کے ماموں ہیں.کیونکہ انکی بہن امِ حبیبہ رسول اللہ(ص) کی ذوجہ ہیں اور اللہ نے قرآن میں اذواجِ پیغمبر(ص) کو مومنین کی مائیں قرار دیا ہے((سورہ الاحزاب)) تو ماموں کا احترام فرض ہے.ہم جواباً کہتے ہیں.کہ امیرِ معاویہ مومنین کے ماموں ہیں یہ حدیث سے ثابت ہوا ہے یا اصحاب کے آثار سے ثابت ہوا ہے.یا یہ آپکا نکالا ہوا رشتہ ہے.تو ابنِ کثیر نے فرما دیا کہ امیرِ معاویہ کو خال المومنین کہنے میں اختلاف ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ بات حدیث و آثار سے ثابت نہیں ہے نہ ہی اپنی زندگی میں امیرِ معاویہ نے اسکا اصرار کیا تھا.یہ انکے چاھنے والوں کی ان سے عقیدت ہے کہ محبت کو رشتہ داری میں بدل دیا... ہم کہتے ہیں کہ جس بنیاد پر امیرِ معاویہ مومنین کے ماموں ہوئے. اس بنیاد پر اذواج النبی(ص) کی اولاد مومنین کے بہن بھائی قرار پائے اور رسول اللہ(ص) کے نواسے نواسیاں مومنین کے بھانجے بھانجیاں قرار پائے تو گویا اس بنیاد پر مومنین نبی(ص) کے بھانجے بھانجیوں کے ماموں قرار پائے.اب اگر ہمارے ماموں کا اتنا احترام ہے کہ اسے رضی اللہ عنہ کہا جائے تو پھر نبی(ص) نواسے نواسیوں کے ماموں کا کیا مقام ہو گا.اب خود معترض توجہ فرمائے کہ زیادہ قابلِ احترام کون ہوا مومنین کا ماموں یا نبی(ص) کے نواسے نواسیوں کا ماموں.پھر معترض اپنے گریبان میں جھانکے کہ وہ کس کا احترام زیادہ کرتا ہے اور کس کا احترام زیادہ کرنا چاھیئے..اور اہم بات یہ ہے کہ جب امیرِ معاویہ کو یہ رشتہ نصیب ہوا اسوقت وہ خود مسلمان تھے یا مشرک اسلام کے دوست تھے یا اسلام کے دشمن اگر وہ مسلمان نہیں تھے تو کیا مومنین سے اس رشتے کو انکیلیئے فائدہ مند بنایا تھا.اگر نہیں تو پھر اس رشتہ کی بنیاد پر فضیلت پر اصرار کیسا ہے.کیونکہ جب ماموں جان کا مومنین سے یہ رشتہ بنا اسوقت وہ خود مومنین یعنی اپنے بھانجے بھانجیوں کے جان کے دشمن بنے ہوئے تھے..

القرآن الکریم

تفسیر ابن کثیر

امام المفسرین حافظ عماد الدین
ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ

ترجمہ
امام العصر مولانا محمد جونا گڑھی رحمہ اللہ

تخریج
کامران طاہر

تحقیق و نظر ثانی
حافظ زبیر علی زئی

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس لمیٹڈ

جاؤں۔'' یہ سن کر جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے قسم اللہ تعالیٰ کی یارسول اللہ! آپ اب مجھے ہر چیز سے یہاں تک کہ میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ٹھیک ہے۔'' ❶ بخاری میں اس آیت کی تفسیر میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں'' تمام مومنوں کا زیادہ حقدار دنیا اور آخرت میں خود ان کی اپنی جانوں سے بھی میں ہوں۔ اگر تم چاہو تو پڑھ لو ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ﴾ ❷ سنو جو مسلمان مال چھوڑ کر مرے اس کا مال تو اس کے وارثوں کا حصہ ہے اور اگر کوئی مر جائے اور اس کے ذمہ قرض ہو یا اس کے چھوٹے چھوٹے بال بچے ہوں تو اس قرض کی ادائیگی کا میں ذمہ دار ہوں اور ان بچوں کی پرورش میرے ذمہ ہے۔'' ❸ پھر فرماتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حرمت اور احترام میں' عزت اور اکرام میں' بزرگی اور اعظام میں تمام مسلمانوں میں ایسی ہیں جیسی خود ان کی مائیں۔ ہاں ماں کے اور احکام مثلاً خلوت یا ان کی لڑکیوں اور بہنوں سے نکاح کی حرمت یہ یہاں ثابت نہیں' گو بعض علماء نے ان کی بیٹیوں کو بھی مسلمانوں کی بہنیں لکھا ہے جیسے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے مختصر میں نصاً فرمایا ہے لیکن یہ عبارت کا اطلاق ہے نہ کہ حکم کا اثبات۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو جو کسی نہ کسی ام المومنین رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے انہیں ماموں کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے تو کہا ہے کہ کہہ سکتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوالمومنین کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ یہ خیال رہے کہ ابوالمومنین کہنے میں مسلمان عورتیں بھی آ جائیں گی جمع مذکر سالم میں باعتبار تغلیب کے مونث بھی شامل ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ ''نہیں کہہ سکتے۔''

امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے دو قولوں میں بھی زیادہ صحیح قول یہی ہے۔ ابی بن کعب اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت میں ﴿اُمَّھٰتُھُمْ﴾ کے بعد یہ لفظ ہیں' ﴿وَھُوَ اَبٌ لَّھُمْ﴾ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے والد ہیں۔ مذہب شافعی میں بھی ایک قول یہی ہے اور کچھ تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں تمہارے لئے قائم مقام باپ کے ہوں' میں تمہیں تعلیم دے رہا ہوں۔ سنو تم میں سے جب کوئی پاخانے میں جائے تو نہ قبلے کی طرف منہ کرے نہ پیٹھ نہ اپنے داہنے ہاتھ سے ڈھیلے لے نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین ڈھیلے لینے کا حکم دیتے تھے اور گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے کی ممانعت فرماتے تھے'' ❹ (نسائی وغیرہ) دوسرا قول یہ ہے کہ'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو باپ نہ کہا جائے کیونکہ قرآن مجید میں ہے ﴿مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ﴾ ❺ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔'' پھر فرماتا ہے کہ بہ نسبت عام مومنوں مہاجرین اور انصار کے ورثے کے زیادہ مستحق قرابتدار ہیں۔ اس سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں جو بھائی چارہ کرایا تھا اسی کے اعتبار سے یہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے اور قسمیں کھا کر ایک دوسروں کے جو حلیف بنے ہوئے تھے یہ بھی آپس میں ورثہ بانٹ لیا کرتے تھے۔ اس کو اس آیت نے منسوخ کر دیا۔ پہلے اگر انصاری مر گیا تو اس کے وارث اس کی قرابت کے لوگ نہیں ہوتے تھے بلکہ مہاجر ہوتے تھے جن کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارہ کرادیا تھا۔ ❻ حضرت زبیر بن =

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب کیف کانت یمین النبی ﷺ ٦٦٣٢۔ ❷ ٣٣/ الاحزاب:٦۔

❸ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة الاحزاب باب ﴿النبی أولی بالمؤمنین من أنفسهم﴾ ٤٧٨١؛ احمد، ٢/ ٣٥٦۔

❹ ابوداود، کتاب الطهارة، باب کراهیة استقبال القبلة عند قضاء الحاجة ٨ وسنده حسن، نسائی ٤٠؛ ابن ماجه ٣١٣۔

❺ ٣٣/ الاحزاب: ٤٠۔

❻ صحیح بخاری، کتاب الفرائض، باب ذوی الارحام ٦٧٤٧۔

ہم معترض سے پوچھتے ہیں.کہ اذواجِ پیغمبر(ص) میں جنابِ امِ حبیبہ سے جنابِ عائشہ و جنابِ حفصہ کی فضیلت معترض کے نزدیک زیادہ ہے.تو پھر جنابِ عائشہ کے بھائی عبد الرحمٰن بن ابو بکر اور محمد بن ابو بکر جو خلیفہ اول کے بیٹے ہیں وہ خال المومنین کیوں نہ بنے.اور جنابِ حفصہ کے بھائی عبد اللہ بن عمر جو خلیفہ دوم کے فرزند ہیں وہ خال المومنین کیوں نہ بنے.اگر معترض کہے کہ وہ بھی خال المومنین ہیں تو پھر ہم جواباً کہینگے کہ معترض نے پھر رشتہ کو امیرِ معاویہ کیلیئے ہی ہمیشہ مختص کیوں کر دیا..اب زرا ہم دیگر خال المومنین کے بارے میں دیکھتے ہیں کہ وہ ماموں جان امیرِ معاویہ کے بارے میں کس ادب و احترام کے قائل تھے.اور.خود امیرِ معاویہ و انکے گورنر اس رشتہ کی کتنی تعظیم کرتے تھے..محمد بن ابی بکر نے تو امیرِ معاویہ کے خلاف قول و فعل میں جنگِ صفین میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا...

كتاب مناقب الأنصار — كتاب التفسير ❖ أحاديث: 3776 — 4977

صحیح بخاری (اُردو)

4

تالیف

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ

ترجمہ وفوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

نظرثانی اور تصحیح وتنقیح

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مولانا ابوعبداللہ محمد عبدالجبار حفظہ اللہ

حافظ محمد آصف اقبال حفظہ اللہ

مولانا محمد عثمان منیب حفظہ اللہ

مولانا مختار احمد ضیاء حفظہ اللہ

مولانا غلام مرتضیٰ حفظہ اللہ

دارالسلام
DARUSSALAM

مراد ہے۔ معنی یہ ہیں: کیا تم جانتے ہو یا تمھیں یہ بات پہنچی ہے کہ جن چیزوں کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو انھوں نے کوئی چیز پیدا کی ہے؟

(١) بَابٌ: ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَآ أَتَعِدَانِنِىٓ أَنْ أُخْرَجَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿أَسَـٰطِيرُ ٱلْأَوَّلِينَ﴾ [١٧]

باب: 1- (ارشاد باری تعالیٰ:) ''اور جس نے اپنے والدین سے کہا: تف ہو تم پر تم مجھے اس بات سے ڈراتے ہو کہ میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا ...... پہلے لوگوں کی داستانیں ہیں'' کا بیان

٤٨٢٧ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ: كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ - اِسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةُ - فَخَطَبَ، فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ لِكَيْ يُبَايَعَ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا، فَقَالَ: خُذُوهُ، فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا، فَقَالَ مَرْوَانُ: إِنَّ هٰذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ فِيهِ: ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَآ أَتَعِدَانِنِىٓ﴾ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ: مَا أَنْزَلَ اللهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنَّ اللهَ أَنْزَلَ عُذْرِي.

[4827] حضرت یوسف بن ماہك سے روایت ہے، انھوں نے کہا: مروان بن حکم کو حضرت امیر معاویہ ؓ نے حجاز کا گورنر بنایا تھا۔ انھوں نے ایک موقع پر خطبہ دیا اور خطبے میں یزید بن معاویہ کا بار بار ذکر کیا تا کہ اس کے والد (حضرت معاویہ ؓ) کے بعد اس کی بیعت کا راستہ ہموار کیا جائے۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر ؓ نے اعتراض کے طور پر کچھ کہا تو مروان نے کہا: اسے پکڑ لو۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر ؓ اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ ؓ کے گھر میں چلے گئے جس کی وجہ سے لوگ انھیں پکڑ نہ سکے۔ مروان نے کہا: یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی تھی: ''اور جس شخص نے اپنے والدین سے کہا: تف ہے تم پر۔ تم مجھے اس بات سے ڈراتے ہو......'' اس پر حضرت عائشہ ؓ نے پردے کے پیچھے سے فرمایا: ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی آیت نازل نہیں فرمائی، ہاں مجھ پر تہمت سے براءت کی آیات ضرور نازل کی تھیں۔

فائدہ: رافضیوں نے حضرت عائشہ ؓ کی وضاحت کو غلط معنوں میں استعمال کیا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ثَانِيَ اثْنَيْنِ سے مراد حضرت ابوبکر ؓ نہیں ہیں، انھوں نے انتہائی جہالت وحماقت کا ثبوت دیا ہے کیونکہ حضرت عائشہ ؓ کا مطلب یہ تھا کہ حضرت ابوبکر ؓ کی اولاد کے بارے میں میری براءت کے علاوہ اورکوئی آیت نازل نہیں ہوئی، ویسے تو شان صدیق ؓ کے

عنهما قال: أول يوم شهدته يوم الخندق.

٤١٠٨ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطُفُ، قُلْتُ: قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ، فَلَمْ يُجْعَلْ لِّي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ، فَقَالَتِ: الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ وَأَخْشٰى أَنْ يَّكُونَ فِي احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ، فَلَمْ تَدَعْهُ حَتّٰى ذَهَبَ، فَلَمَّا تَفَرَّقَ

[4108] حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں حضرت حفصہ بنت عمر ؓ کے پاس گیا تو ان کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا: آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے کیا کیا ہے؟ مجھے تو حکومت کا کچھ حصہ بھی نہیں ملا۔ حضرت حفصہ ؓ نے فرمایا: لوگوں کے اجتماع میں شرکت کرو۔ وہ تمھارا انتظار کر رہے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تمھارے رک جانے سے مزید اختلاف ہوگا۔ آخر کار ان کے اصرار کرنے پر وہ اجتماع میں گئے۔ جب لوگ حضرت معاویہ ؓ کی بیعت کر

النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ، قَالَ: مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَّتَكَلَّمَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ، فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ.

کے چلے گئے تو امیر معاویہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اس (خلافت کے) موضوع پر جس نے کوئی بات کرنی ہے وہ اپنا سر اٹھائے، یقیناً ہم اس سے اور اس کے باپ سے خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔

قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ: فَهَلَّا أَجَبْتَهُ؟ قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ: أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ، وَيُحْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذٰلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللهُ فِي الْجِنَانِ. قَالَ حَبِيبٌ: حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ.

حضرت حبیب بن مسلمہ ؓ نے کہا: اس وقت آپ نے اس بات کا جواب کیوں نہ دیا؟ حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا کہ میں نے تو گرہ کھول کر بات کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ انھیں جواب دوں: خلافت کا تم سے زیادہ حق دار وہ شخص ہے جس نے تم سے اور تمھارے باپ سے اسلام کی سربلندی کے لیے جنگ لڑی تھی لیکن مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ مبادا میری اس بات سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف بڑھ جائے اور خونریزی ہو جائے اور میری طرف ایسی بات منسوب کر دی جائے جو میں نے نہ کہی ہو، نیز مجھے وہ اجر و ثواب یاد آ گیا جو صبر کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنتوں میں تیار کر رکھا ہے۔ حبیب نے کہا: اچھا ہوا آپ محفوظ رہے اور فتنوں سے بچ گئے۔

قَالَ مَحْمُودٌ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ: وَنَوْسَاتُهَا.

(راویٔ حدیث) محمود نے عبدالرزاق سے [نَسْوَاتُها] کے بجائے [نَوْسَاتُها] کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

معترض کہتا ہے کہ امیرِ معاویہ نبی(ص) کے رشتہ میں سالے لگتے تھے.تو ہم نبی(ص) سے اس نسبت کا اگر احترام کریں تو اسمیں قابلِ اعتراض بات کیا ہے..ہم جواباً کہتے ہیں کوئی اعتراض نہیں ہے.لیکن نبی(ص) سے رشتہ اگر ایمان و جنت کی ضمانت ہے تو پھر سب سے قریبی رشتہ تو ماں باپ و دادا اور پرورش کرنیوالے کا ہوتا ہے.اسکا آپ لحاظ نہیں فرماتے بلکہ انکے کفر و انکا عذاب ثابت کرنے کیلیئے مستقل رسالہ ملا علی قاری نے تحریر فرما دیا.مگر اس توہین پر ان پہ کسی نے کوئی فتویٰ نہیں لگایا...یہ کیسا دوہرا معیار ہے.

بَابُ بَيَانِ أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَلَا تَنَالُهُ شَفَاعَةٌ وَلَا تَنْفَعُهُ قَرَابَةُ الْمُقَرَّبِينَ

باب: جو شخص کفر پر مرے وہ جہنم میں جائے گا اور اس کی شفاعت نہ ہوگی اور بزرگوں کی بزرگی اس کے کچھ کام نہ آوے گی

۵۰۰- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ أَبِي قَالَ ((فِي النَّارِ)) فَلَمَّا قَفَّى دَعَاهُ فَقَالَ ((إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ)).

۵۰۰- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ میرا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا دوزخ میں۔ جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ نے اس کو بلوایا اور فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں۔

بَاب فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ

باب: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں

۵۰۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ ((يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي هَاشِمٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنْ

۵۰۱- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے کنبہ والوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگوں کو بلا بھیجا وہ سب اکٹھے ہوئے آپ نے عام سب کو ڈرایا پھر خاص کیا اور فرمایا اے کعب بن لوی کے بیٹو چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اے مرہ بن کعب کے بیٹو چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اے عبد شمس کے بیٹو چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اے ہاشم کے بیٹو چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اے عبدالمطلب کے بیٹو چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اے فاطمہ چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے۔ اس لیے کہ میں خدا کے سامنے کچھ اختیار نہیں رکھتا (یعنی اگر وہ عذاب کرنا چاہے تو میں بچا نہیں سکتا) البتہ تم جو مجھ سے ناتا

(۵۰۰) ☆ اس لیے کہ وہ کفر پر مرے تھے اور جو کفر پر مرے وہ جہنم میں جائے گا اس کو کسی کا ناتہ رشتہ کام نہ آئے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرب کے لوگ جو نبوت سے پہلے مرے ہیں اور بتوں کی پرستش کرتے تھے وہ جہنمی ہیں اور اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ دعوت سے پہلے یہ مواخذہ ہے کیونکہ ان کو اور پیغمبروں کی دعوت پہنچ چکی تھی جیسے حضرت ابراہیم کی اور یہ جو آپ نے اس شخص کو بلا کر کہا کہ میرا باپ بھی جہنم میں ہے اس سے یہ غرض تھی کہ اس شخص کا رنج گھٹ جاوے اور وہ یہ معلوم کرلے کہ خدا کے ہاں سب برابر ہیں جو قاعدہ اس نے ٹھہرا دیا اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ کافر کا ٹھکانا جہنم ہے خواہ وہ نبی کا باپ ہو یا بیٹا۔ جلال الدین سیوطیؒ نے کئی حدیثوں سے یہ امر ثابت کیا ہے کہ اللہ نے آنحضرتؐ کی دعا کو آپکے والدین کے حق میں قبول کیا اور وہ دوبارہ جلائے گئے اور اسلام لائے پر اکثر علماء اور محدثین نے اس کا انکار کیا اور ان حدیثوں کو موضوع بتلایا اور اللہ خوب جانتا ہے حقیقت حال کو۔ ☆

الْغَرْغَرَةُوَنَسْخِ جَوَازِ الِاسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ وَالدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الشِّرْكِ فَهُوَ فِي أَصْحَابِ الْجَحِيمِ وَلَا يُنْقِذُهُ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ مِنَ الْوَسَائِلِ

جان کنی نہ شروع ہو اور مشرکین کے لئے دعا کرنا منع ہے اور جو شرک پر مرے گا وہ جہنمی ہے، کوئی وسیلہ اس کے کام نہ آئے گا۔

۱۳۲- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((**يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ**)) فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدُ لَهُ تِلْكَ الْمَقَالَةَ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

۱۳۲- سعید بن میسب (جو مشہور تابعین میں سے ہیں۔ ابن مدینی نے کہا میں نے ان سے زیادہ علم میں کوئی تابعی نہیں پایا۔ فقیہ ہیں، امام ہیں) روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے (میسب بن حزن بن عمرو بن عابد بن عمران بن مخزوم قرشی مخزومی سے جو صحابی ہیں)۔ انھوں نے کہا جب ابو طالب بن عبد المطلب (رسول اللہ ﷺ کے حقیقی چچا اور پرورش کرنے والے) مرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابو جہل (عمرو بن ہشام) اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو بیٹھا دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے چچا میرے! تم کہہ لو لا الہ الا اللہ ایک کلمہ، میں اللہ کے پاس اس کا گواہ رہوں گا تمہارے لیے۔ (یعنی خدائے عزوجل سے قیامت کے روز عرض کروں گا کہ ابو طالب موحد تھے اور ان کو جہنم سے نجات ہونی چاہیے، انھوں نے آخر وقت میں کلمہ توحید

(۱۳۲) ☆ سعید روایت کرتے ہیں اپنے باپ میسبؓ سے جو صحابی ہیں۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے رویت کیا حالانکہ میسب سے اس کا راوی کوئی نہیں سوائے ان کے بیٹے سعید کے تو رد ہو گیا حاکم کے قول کا کہ بخاری اور مسلم نے کوئی حدیث ایسی روایت نہیں کی جس کا راوی ایک ہی شخص ہو اور شاید مراد ان کی یہ ہے کہ سوا صحابہ کے اور شخصوں سے روایت کرنے والے کم سے کم دو چاہییں۔ (نووی)

نبیؐ نے کہا اپنے چچا ابو طالب سے، جب وہ مرنے لگے یعنی بیماری کی شدت ہوئی اور موت کا یقین ہو گیا، یہ مراد نہیں ہے کہ سکرات شروع ہو گئی کیونکہ نزع اور سکرات کے وقت توبہ قبول نہیں۔ فرمایا اللہ جل جلالہ نے **ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتیٰ اذا حضر احد هم الموت قال انی تبت الان** یعنی نہیں ہے توبہ ان لوگوں کے لیے جو گناہ کرتے ہیں، پھر جب موت سامنے آگئی تو کہنے لگے ہم نے اب توبہ کی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابو طالب سے حضرتؐ نے گفتگو کی اور مشرکوں نے آپ کے خلاف ان کو سمجھایا۔ آخر ابو طالب نے مشرکوں کا کہنا مانا تو معلوم ہوا کہ نزع کی حالت نہ تھی۔ قاضی عیاض نے کہا بعض متکلمین نے یہاں معنی کئے ہیں کہ نزع کی حالت ابو طالب پر طاری ہوئی اور یہ صحیح نہیں تو ابو طالب نے دین اسلام کو قبول نہیں کیا اور اپنی قوم کا پاس کیا اور جہنم کو اختیار کیا۔

السراج الوہاج میں ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ عبد المطلب بھی کفر پر مرے تھے جیسے ابو طالب۔ امام ابو حنیفہ ☜

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((**أَمَا وَاللَّهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ**)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِي أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ.

کا اقرار کیا تھا) ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بولے اے ابو طالب! عبد المطلب کا دین چھوڑتے ہو؟ اور رسول اللہ ﷺ برابر یہی بات ان سے کہتے رہے (یعنی کلمہ توحید پڑھنے کے لیے۔ ادھر ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ اپنی بات بکتے رہے) یہاں تک کہ ابو طالب نے اخیر بات جو کی وہ یہ تھی کہ میں عبد المطلب کے دین پر ہوں اور انکار کیا لا الہ الا اللہ کہنے سے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم خدا کی میں تمہارے لیے دعا کروں گا (بخشش کی) جب تک منع نہ ہو۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری **ماکان للنبی والذین امنوا** اخیر تک یعنی نبی کو اور مسلمانوں کو درست نہیں کہ مشرکوں کے لیے دعا کریں اگرچہ وہ ناتے والے ہوں، جب معلوم ہو گیا کہ وہ جہنمی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے بارے میں یہ آیت اتاری، رسول اللہ

سنن نسائی مترجم

جلد سوم

كتاب السهو ــــ كتاب الجنائز_أحاديث: 1180ــ 2091

تالیف

امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمه الله

ترجمہ وفوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح وتنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

دار العلم ممبئی

(المعجم ١٠١) - زِيَارَةُ قَبْرِ الْمُشْرِكِ (التحفة ١٠١)

باب:١٠١-مشرک کی قبر پر جانا

٢٠٣٥_[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٦٠، وانظر الحديث السابق. * جرير هو ابن عبدالحميد.

٢٠٣٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: زَارَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكٰى وَأَبْكٰى مَنْ حَوْلَهُ وَقَالَ: «اِسْتَأْذَنْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، وَاسْتَأْذَنْتُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي، فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ».

٢٠٣٦-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ کی قبر دیکھنے گئے تو خود بھی روئے اور ساتھیوں کو بھی رلایا اور فرمایا: ''میں نے اپنے رب تعالیٰ سے اجازت طلب کی تھی کہ میں اپنی والدہ کے لیے بخشش کی دعا کروں لیکن مجھے اجازت نہیں دی گئی' پھر میں نے اجازت طلب کی کہ ان کی قبر دیکھنے جاؤں تو مجھے اجازت دے دی گئی۔ تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ موت کو یاد دلاتی ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① امام صاحب رحمہ اللہ نے استغفار کی اجازت نہ ملنے سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ آپ کی والدہ اسلام سے قبل فوت ہوگئی تھیں اور ایسے لوگوں کے لیے دعائے مغفرت کی ممانعت ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ ابھی بچپن کی عمر میں تھے جب آپ کی والدہ کی وفات ہوگئی تھی۔ ماں' باپ کی قبر کی زیارت کی خواہش ایک فطری امر ہے جس پر شرعاً بھی کوئی پابندی نہیں۔ قبر کی زیارت کے موقع پر رونا بھی فطری چیز ہے' خصوصاً جبکہ آپ نے عالم ہوش میں پہلی دفعہ اپنی والدہ کی قبر دیکھی تھی۔ اللہ جانے! کس قسم کے جذبات محبت و پیار آپ کے دل میں امنڈ آئے ہوں گے' ممتا کوئی معمولی چیز نہیں۔ ③ والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کے لیے ان کا مسلمان ہونا ضروری نہیں' وہ مسلمان ہوں یا کافر ومشرک ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اولاد کا فرض ہے۔

(المعجم ١٠٢) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ (التحفة ١٠٢)

باب:١٠٢-مشرکین کے لیے استغفار کی ممانعت

٢٠٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ ثَوْرٍ - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا

٢٠٣٧-حضرت مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو نبی ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کے پاس (اس وقت) ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اے چچا

٢٠٣٦_أخرجه مسلم، ح: ٩٧٦/ ١٠٨ (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٠٣٤) من حديث محمد بن عبيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٦١.

أدلة معتقد أبي حنيفة الأعظم

في أبوي الرسول

عليه الصلاة والسلام

صنفه

العلامة علي بن سلطان محمد القاري

(المتوفى سنة ١٠١٤ هـ

تحقيق

مشهور بن حسن بن سلمان

مكتبة الغرباء الأثرية

معترض کہتا ہے کہ نبی(ص) کے آباؤاجداد((معاذاللہ))
اسلام نہیں لائے تھے اسلیئے انھیں رشتہ داری نے کوئی فائدہ
نہیں دیا.لیکن امیرِ معاویہ تو مومن تھے.ہم جواباً کہتے ہیں
کہ یہی بات تو ہم کرتے ہیں کہ آپ رشتہ کو فضیلت کی
بنیاد قرار نہ دیں جبتک کہ ایمان پر بحث نہ ہو جائے. اور
یعقوب علیہ السلام کے بیٹے و یوسف علیہ السلام کے بھائی
حالتِ ایمان میں بھی کوئی گناہ کریں تو قابلِ گرفت ہیں
جبتکہ توبہ ثابت نہ ہو.آدم علیہ السلام کا بیٹا قابیل بھی بے
گناہ کا قتل کرے تو جہنمی ہے. اور جس بنا پر امیرِ معاویہ
کو خال المومنین کہا گیا.ہم اسی رشتہ کی بنیاد کو دیکھتے
ہیں.کیا ازواج النبی(ص) شریعت سے آزاد تھیں یا گناہ پر
دوھرے عذاب کی وعید ہے. اگر وہ گناہ کرنے پر آزاد نہیں
تو پھر انکے بھائی کو کس شریعت نے گناہ کی اجازت
دیدی.اگر رشتہ سے فضیلت ثابت ہوتی ہے تو پھر اس
فضیلت کے ہوتے ہوئے گناہ کا عذاب بھی بڑھ جاتا ہے.

تفسیر ابن کثیر

امام المفسرین حافظ عماد الدین
ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ
المتوفی ۷۷۴ھ

۴

ترجمہ
امام العصر مولانا محمد جوناگڑھی رحمۃ اللہ علیہ

تخریج
کامران طاہر
نائب مدیر مجلس التحقیق الاسلامی

تحقیق و نظر ثانی
حافظ زبیر علی زئی

تقریظ
ابو الحسن مبشر احمد ربانی / حافظ صلاح الدین یوسف

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ
۳۰۹۵، سرسید احمد روڈ دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝۳۰

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو بھی بداخلاقی کرے گی اسے دوہرا دوہرا عذاب کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت ہی سہل سی بات ہے۔[۳۰]

= عجب نہیں دونوں بزرگ اپنی اپنی صاحبزادیوں کو مارتے۔ اب تو سب بیویاں کہنے لگیں کہ اچھا قصور ہوا اب سے ہم حضور اکرم ﷺ کو ہرگز اس طرح تنگ نہ کریں گی۔'' اب یہ آیتیں اتریں اور دنیا اور آخرت کی پسندیدگی میں اختیار دیا گیا۔ سب سے پہلے آپ ﷺ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے انہوں نے آخرت کو پسند کیا' جیسے کہ تفصیل وار بیان گزر چکا۔ ساتھ ہی یہ درخواست کی کہ یارسول اللہ! آپ اپنی کسی بیوی سے یہ نہ فرمایئے گا کہ میں نے آپ کو اختیار کیا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چھپانے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ میں سکھانے والا' آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ مجھ سے تو جو دریافت کرے گی میں صاف صاف بتا دوں گا۔ ❶ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ طلاق کا اختیار نہیں دیا گیا تھا بلکہ دنیا یا آخرت کی ترجیح کا اختیار دیا تھا ❷ لیکن اس کی سند میں بھی انقطاع ہے اور یہ آیت کے ظاہری لفظوں کے بھی خلاف ہے کیونکہ پہلی آیت کے آخر میں صاف موجود ہے کہ آؤ میں تمہارے حقوق ادا کر دوں اور تمہیں رہائی دے دوں۔ اس میں علماء کرام کا گو اختلاف ہے کہ اگر آپ ﷺ طلاق دے دیں تو پھر کسی کو ان سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ جائز ہے تاکہ اس طلاق سے وہ نتیجہ ملے یعنی دنیا طلبی اور دنیا کی زینت و رونق انہیں حاصل ہو سکے' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ جب یہ آیت اتری اور جب اس کا حکم حضور اکرم ﷺ نے ازواج مطہرات امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو سنایا' اس وقت آپ ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔ پانچ تو قریشیہ۔ عائشہ' حفصہ' ام حبیبہ' سودہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہن اور صفیہ بنت حیی جو قبیلہ نضیر کی تھیں اور میمونہ بنت حارث جو ہلالیہ تھیں اور زینب بنت جحش جو اسدیہ تھیں اور جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہن جو مصطلقیہ تھیں۔ ❸

اُمہات المؤمنین عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں: [آیت:۳۰] حضور اکرم ﷺ کی بیویوں نے یعنی مؤمنوں کی ماؤں نے جب اللہ تعالیٰ کو اس کے رسول ﷺ کو اور آخرت کے بھلے گھر کو پسند کر لیا اور حضور اکرم ﷺ کے گھر میں وہ ہمیشہ کے لیے مقرر ہو چکیں تو اب جناب باری عَزَّ اِسْمُهٗ اس آیت میں انہیں وعظ فرما رہا ہے اور بتلا رہا ہے کہ تمہارا معاملہ عام عورتوں جیسا نہیں ہے۔ اگر بالفرض تم نے نبی اکرم ﷺ کی فرمانبرداری سے سرتابی کی اور اگر بالفرض تم سے کوئی بدخلقی سرزد ہوئی تو تمہیں دنیا اور آخرت میں عتاب ہوگا۔ چونکہ تمہارے بڑے رتبے ہیں تمہیں گناہوں سے بالکل دور رہنا چاہیے ورنہ رتبے کے مطابق مشکل بھی بڑھ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ پر سب باتیں سہل اور آسان ہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ فرمان بطور شرط کے ہے اور شرط کا واقع ہونا ضروری نہیں ہوتا جیسے فرمان ہے ﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ ❹ الخ۔ اے نبی! اگر تم شرک کرو گے تو تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں گے...... نبیوں کا ذکر کر کے فرمایا ﴿وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ ❺ اگر یہ شرک کریں تو ان کی

❶ احمد، ۳/ ۳۲۸؛ صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب بیان ان تخییرہ امراته لا یکون طلاقا الا بالنیة ۱۴۷۸۔

❷ احمد، ۱/ ۷۸ وسندہ ضعیف زوائد عبداللہ بن احمد بن حنبل اس روایت میں محمد بن عبیداللہ المدنی ضعیف ہے۔ (المیزان، ۳/ ۶۳۴، رقم: ۷۹۰۴) اور علی بن حسین کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

❸ الطبری، ۲۰/ ۲۵۲۔

❹ ۳۹/ الزمر: ۶۵۔

❺ ۶/ الانعام: ۸۸۔

نتیجة الکلام..... پورے قرآن و حدیث کو جب ہم پڑھتے ہیں تو اسمیں جنت کی ضمانت ایمان و عملِ صالح ہے. کوئی منصب و رشتہ اسوقت تک کام نہیں آئیگا جبتک کہ خاتمہ بالخیر ثابت نہ ہو..اور قرآن کی زبان میں اسے استقامت فی الدین کہا گیا ہے.کچھ امور ایسے ہیں کہ جنھیں انجام دینے سے کیئے ہوئے اعمالِ صالحہ و فضیلت سب اکارت ہو جاتے ہیں((سورہ حجرات))..اور اس پر تو قرآن و حدیث و اجماع ہے کہ جب مومن مرتد ہو جائے تو جہنم میں جاتا ہے.پھر اسکے سابقہ مقام و منزلت و اعمالِ صالحہ کے پیشِ نظر اسے مومن ثابت نہیں کیا جاتا.

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

صحیح بخاری

جلد ہشتم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلام مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ — حضرت العلام مولانا ابومحمد عبدالجبار سلفی رحمہ اللہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

[راجع: ١٣٦٢]

دیا اور تقویٰ اختیار کیا الخ۔

٥- باب الْعَمَلُ بِالْخَوَاتِيمِ

٦٦٠٦- حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِي الإِسْلاَمَ: ((هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)). فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ، كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَأَثْبَتَهُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ الَّذِي تَحَدَّثْتَ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ، فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ يَرْتَابُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ إِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحِ فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ فَانْتَزَعَ مِنْهَا سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا، فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ صَدَّقَ اللهُ حَدِيثَكَ، قَدِ انْتَحَرَ فُلاَنٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يَا بِلاَلُ قُمْ فَأَذِّنْ، لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلاَّ مُؤْمِنٌ، وَإِنَّ اللهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)).

[راجع: ٣٠٦٢]

باب عملوں کا اعتبار خاتمہ پر موقوف ہے

(٦٦٠٦) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی' انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبردی' انہیں زہری نے' انہیں سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ خیبر کی لڑائی میں موجود تھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک شخص کے بارے میں جو آپ کے ساتھ شریک جہاد تھا اور اسلام کا دعویدار تھا فرمایا کہ یہ جہنمی ہے۔ جب جنگ ہونے لگی تو اس شخص نے بہت جم کے لڑائی میں حصہ لیا اور بہت زیادہ زخمی ہو گیا پھر بھی وہ ثابت قدم رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے ایک صحابی نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! اس شخص کے بارے میں آپ کو معلوم ہے جس کے بارے میں ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے وہ تو اللہ کے راستے میں بہت جم کر لڑا ہے اور بہت زیادہ زخمی ہو گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے اب بھی یہی فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔ ممکن تھا کہ بعض مسلمان شبہ میں پڑ جاتے لیکن اس عرصہ میں اس شخص نے زخموں کی تاب نہ لا کر اپنا ترکش کھولا اور اس میں سے ایک تیر نکال کر اپنے آپ کو ذبح کر لیا۔ پھر بہت سے مسلمان آنحضرت ﷺ کی خدمت میں دوڑتے ہوئے پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سچی کر دکھائی۔ اس شخص نے اپنے آپ کو ہلاک کر کے اپنی جان خود ہی ختم کر ڈالی۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر فرمایا کہ اے بلال! اٹھو اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہو گا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس دین کی خدمت و مدد بے دین آدمی سے بھی کراتا ہے۔

تشریح بظاہر وہ شخص جہاد کر رہا تھا' مگر بعد میں اس نے خود کشی کر کے اپنے سارے اعمال کو ضائع کر دیا۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ فی الواقع عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو توحید و سنت اور اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی

مسائل

الإمام أحمد بن حنبل

روايـة

اسحاق بن إبراهيم بن هانئ النيسابوري

المتوفى ٢٧٥

> غادرت بغداد وما فيها
> أتقى ولا أفقه ولا أعلم
> من: أحمد بن حنبل
> الإمام الشافعي

تحقيق

زهير الشاويش

الجزء الثاني

المكتب الإسلامي

قال احمد لدَلُّويه : آه آه ، هذا أشد شيء بلغني عنه .

١٨٦٢ **وسمعت** أبا عبد الله يقول : أربعة مواضع في القرآن : (من بعدما جاءك من العلم) [١] فمن زعم أن القرآن مخلوق ، فهو كافر .

١٧٦٣ وسمعته يقول : القرآن علم من علم الله ، فمن زعم أن علم الله مخلوق ، فهو كافر .

١٨٦٤ وسألته عن : الذي يقول : لفظي بالقرآن مخلوق ؟

قال : هذا كلام جهم ، من كان يخاصم منهم ، فلا يُجالَس ، ولا يكلم ، والجهمي كافر .

١٨٦٥ وسمعته يقول : أخزى الله الكرابيسي لا يجالس ، ولا يكلم ، ولا تكتب كتبه ، ولا نُجالس من جالسه ، وذكره بكلام كثير .

وقيل له مالا أحصي[٢] : من قال : القرآن مخلوق ، فهو عندك كافر ؟

قال : نعم ، هو عندي كافر .

١٨٦٦ وسمعت أبا عبد الله ، وقال له دَلُّويه : سمعت علي بن الجعد يقول : مات والله معاوية على غير الإسلام[٣] . احد رجال البخاري المقدس

١٨٦٧ وكنت يوماً عند أبي عبد الله ، فجاء رجل فقال له : إن فلاناً